

لهم إلهي أنت رب العالمين

القول في الدين

فيما يتعلّق

بِكَبِيرِ الْعِيْدِينَ

مؤلف

غوثي مدحث علام عبد الرحمن فهاد كبوراني نشراته
صاحب تحفة الاخوذه شربت الجامع فخر مدنی

ناشر

كتابات اسلامية - جمعية المؤمنين - شارع دار المدار

تَبَعَ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

الْقَوْلُ الْمُسْلِمُ لِذِكْرِ

فِي مَا يَتَعلَّقُ

بِشَكِيرِ الْجَنَاحِ

أَزْ

حضرت مولانا محمد عبد الرحمن صاحب مبارك بورى

مَكْتَبَةُ السَّنَّةِ

المدارس الفقهية لنشر التراث الاسلامي
سفید سجد بالقابل پوسٹ میشن سو جی بازار لاکرچری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حِسْلَةُ الْمَشْوَرَاتِ
١٢٦
نام کتاب: القول السدید فیما یتعلق بنکیرات العید
مؤلف: عظیم محدث علامہ عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ
صاحب تحفۃ الاخوذی شرح الجامع للترمذی
ناشر طبع دوم: اہل حدیث اکادمی - لاہور
طابع: شیخ محمد اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ
تاریخ اشاعت: ستمبر ۱۹۶۸ء

تاریخ طبع سوم: یکم ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ / مئی ۱۹۹۵ء
طابع: ابو عبد المیحسن محمد افضل اثری
قیمت: ..
ناشر: الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی
۱۸۔ سفید مسجد، سوچسرا بازار، کراچی
فون نمبر: ۷۲۲۶۵۰۹

فہرست محتواات

عنوان	صفحہ
مقدمة	۶

پہلے اب

۱۶	میصح اور مرفوع حدیث سے بارہ تکمیر دل کا ثبوت
۲۰	پہلی روائیت -
۲۱	دوسرا می روائیت -
۲۲	تمیسرا می روائیت -
۲۳	چوتھی روائیت -
۲۷	پانچویں روائیت چھٹی روائیت -
۲۵	سالتویں روائیت - آٹھویں روائیت - نویں روائیت -
۲۶	دوسریں روائیت -

دوسرے اب

صفحہ

عنوان

- | | |
|----|---|
| ۴۳ | کیا مسلمان اخناف میں عیدیں میں چھوٹے تجویزیں حدیث
مرفوع و صحیح سے ثابت ہے؟ |
| ۴۲ | تسبیہہ
خاتمه - نماز عیدین کے متعلق تفرقی مسائل |
| ۴۸ | کیا تجویزات ہستے وقت رفع یا دین کرنی چاہئے یا نہیں؟ |



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٌ وَآلُهُ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۝

اما بعد

یہ تکمیرات عید کے باہر میں ایک خنصر سار سال ہے جس کا نام القول اللہ
فیما یتعلق بِتکمیرات العید رکھا گیا ہے۔ یہ رحالہ ایک مقدمہ دو ابواب اور ایک
خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں بتلا یا گیا ہے کہ اکثر صحابہ کرامؓ تابعین علامؓ ائمہ مجتہدینؓ
اور علماء مسلمین کا مسلک یہ ہے کہ مناز عیدین میں بارہ تکمیراتیں کہنا چاہیے۔
کپڑی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسرا رکعت میں
قرأت سے پہلے پانچ،

پہلے باب میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ ہبھی مسلک و نہیں بہب
اولیٰ اور قابل عمل ہے۔ دوسرا باب میں ثابت کیا گیا ہے کہ اس باہر
میں مسلک احناف غیر اولیٰ اور مرجوح ہے۔ خاتمہ میں خنصر امناز عید کے
دوسرے مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔ اور بتلا یا گیا ہے کہ تکمیرات عیدین میں

رفع بیان کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

مقدمة

صحابہ کرام تابعین اور ائمہ مجتہدین کی اکثریت عیین میں بارہ تکبیریں
کی قائل تھیں۔

سوال ۱۔ اس زمانے میں عموماً تمام الہدیث بصفت مذکورہ بالآخر
تکبیریں کہتے ہیں۔ کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت
میں قرأت سے پہلے پانچ اور تمام احناف چھ تکبیریں کہتے ہیں لاس طور
پر کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت کے تین اور دوسری رکعت میں بعد قرأت
کے تین۔ پس سوال یہ ہے کہ اکثر صحابہ تابعین ائمہ مجتہدین واعامہ مسلمین
کس طرف ہیں الہدیث کی طرف یا احناف کی طرف یعنی بارہ تکبیرات کے
قاں ہیں یا پھر کے؟

جواب ۱۔ اکثر صحابہ تابعین و ائمہ مجتہدین واعامہ مسلمین الہدیث
کی طرف ہیں یعنی بارہ تکبیرات کے قائل ہیں علامہ شوکرانی نیل الاطوار میں لکھتے
ہیں۔

قد اختلف العلماء في عدد التكبيرات في صلوٰة العيدين

فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَفِي مَوْضِعِ التَّكْبِيرِ عَلَى عَشْرَةِ أَقْوَالٍ لِمَدِهَا
إِنَّهُ يَكْبُرُ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الثَّانِيَةِ خَمْسًا
قَبْلَ الْقِرَاءَةِ قَالَ الْعَرَقِيُّ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ
الصَّحَابَةِ وَالْتَّابِعِينَ وَالْإِثْمَةِ

یعنی تکبیرات عیدین کی عدد اور ان کے محل میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور
اس میں دس قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قبل قرأت کے سات
اور دوسرا رکعت میں قبل قرأت کے پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ علماء عراقی
نے کہا کہ اکثر اہل علم صحابہؓ اور تابعینؓ اور انہر کا یہی قول ہے۔

امام یہودی سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں دالحدیث المستد مع ما علیہ
من عمل المسلمين ادی ان یتتبع یعنی نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہنے
کی حدیث مند آئی ہے اور اسی پر عام مسلمانوں کا عمل ہے۔ پس اس حدیث
مند کے مطابق عمل کرنا اولیٰ ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کا بھی اسی پر عمل ہے
اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے ذہبہ عمل العامة الیوم بقول ابن
عباس یعنی آج عام مسلمانوں کا عمل ابن عباس کے قول پر یعنی بارہ تکبیریں
پڑھے۔

سوال ۳۔ کیا کسی روایت سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ خلافتے راشدین
یعنی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل کس پر
تباہہ تکبیر و لپڑیا چھتہ تکبیر و لپڑیا پر؟۔

جواب۔ ہاں مصنف عبد الرزاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ

خلافے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل بارہ تکبیروں پر تھا اس روایت کا خلاصہ
مضبوط یہ ہے کہ حضرت علیٰ نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہتے تھے۔ اور فرماتے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ نماز عیدین میں
بارہ تکبیریں کہتے تھے۔ اس روایت کی تائید عبد الرحمن بن عوفؓ کی روایت
سے ہوتی ہے جن کو بزار نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں روایتوں کے الفاظ
پہلے باب میں نقل کئے گئے ہیں۔

واضح ہو کہ حضرت علیٰ سے بارہ تکبیروں کے خلاف دو روایتیں اور آٹی
ہیں۔ جو بواسطہ حدیث آخر کے منقول ہیں اور یہ حارث اخور وہ شخص ہیں
جن کو ابن المیثی اور شعبی نے کذاب کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں
روایتوں پر نہ اہل حدیث کا عمل ہے اور نہ حنفیہ کا۔ اور حضرت عمرؓ سے
ایک روایت چھ تکبیریں کہتے کی آئی ہے جو بواسطہ عامر کے منقول ہے۔
 غالباً یہ عامر شعبی ہیں جنکو حضرت عمرؓ سے سمع نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ
اخیر وعلمه اتحر۔

سوال ۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سنت بڑے تبع سنت تھے۔ اتباع
سنت میں آپ کا تشدید مشہور ہے آپ کا عمل بارہ ہی تکبیروں پر تھا۔ یا
کبھی آپ سے چھ تکبیروں پر عمل کرنا بھی مردی ہے؟
جواب۔ آپ کا عمل بارہ ہی تکبیروں پر تھا آپ سے کبھی چھ
تکبیروں پر عمل کرنا مردی نہیں ہے دیکھو شرح معانی الآثار۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

سوال ۱۰۔ مدینہ مکرمہ میں ہبھاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سے آخر ہجرت تک نماز حیدریں پڑھائی ہے اہل مدینہ کا عمل ہے تکبیروں پر رقصایا چھ تکبیروں پر۔ نیز اہل کتب کا عمل کس پر رقصایا چھ تکبیر زمانہ سلف میں اہل حرمین شریفین کا عمل بارہ تکبیروں پر رقصایا چھ تکبیروں پر۔؟

جواب ۱۰۔ اہل مدینہ کا عمل بارہ تکبیروں پر رقصایا مولانا امام مالک میں ہے۔ عن نافع مولیٰ عبد اللہ بن عمرانہ قال شهدت الاصلحی و الفطومع ابی هریرۃ فكبیر فی الرکعتی الاولی سبع تکبیرات قبل القراءة وفي الآخرة خمس تکبیرات قبل القراءة قال مالک وهو الامر عندنا یعنی نافع کہتے ہیں کہ میں ابوہریرۃ کے ساتھ بقرید اور عید فطر کی نمازوں میں حاضر ہوا پس انہوں نے پہلی رکعت میں قبل قراءت کے سات او ر دوسرا رکعت میں قبل قراءت کے پانچ تکبیریں کہیں امام مالک نے کہا کہ ہمارے کے یہاں یعنی مدینہ مسورة میں اسی پڑھیں ہے۔ جامی رذہی میں ہے۔ وہ قول اہل المدینۃ یعنی اہل مدینہ کا عمل بارہ تکبیروں پر ہے اور اہل مکہ مظلومہ کا عمل بھی بارہ ہی تکبیروں پر رقصایا چھ تکبیر زمانہ سلف میں اہل حرمین شریفین کا عمل بارہ تکبیروں پر رقصایا چھ تکبیروں پر۔

اما صہیق سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں خلافہ فی عدد التکبیرات و تقدیمهن علی القراءۃ فی الرکعتین بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فعل اہل الحرمین و عمل المسلمين الی یومنا هذلا یعنی چونکہ بارہ تکبیروں کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث

سے ہے اور ہمارے زمانہ تک اہل حرمین شریفین اور عامتہ مسلمین کا عمل بھی
بارة ہی تکبیروں پر ہے اس لئے ہم لوگوں نے ان مسعود کے چھ تکبیروں کے
قول کی مخالفت کی ہے اور بارہ تکبیروں کے قائل ہوتے ہیں۔

سوال ۹ مدینہ میں سات امام بہت بڑے پایے کے گندے ہیں۔ جو
انقل رکب ارتابین سے ہیں اور جو نقہائے سبعہ کے لقب سے مشہور ہیں اور
جن کے علوشان و اسمائے گر ای کو کسی شاعرنے ان دو شعروں میں اس طرح
ظاہر کیا ہے ۔

الْأَكْلُ مِنْ لَا يَقْتَدِي بِإِنْتِهَةِ

نَفْسِهِتِهِ ضَيْزِي عَنِ الْحَقِّ خَارِجَةٌ

نَفْذَهُمْ عَبْدِ اللَّهِ عَرْوَةُ قَاسِمٌ

سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ خَارِجَةٌ

یعنی یا و رکھو کہ جو لوگ ان آئمہ (جن کے نام ابھی لئے جائیں گے) کی اتنا
نہ کریں اُن کی قسم ظالمانہ اور نامنصافانہ ہے اور وہ حق سے خارج ہیں وہ ائمہ
یہ ہیں۔ علیہ اللہ بن عبد اللہ۔ عروہ بن نعیر۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔
سعید بن مسیب۔ ابو بکر بن عبد الرحمن۔ شیمان بن یسار۔ خارثہ بن زید۔ ان نقہائے
سبعہ کا عمل بارہ تکبیروں پر تھا یا چھ تکبیروں پر؟

جواب ۹ اسلام نقہا سے سبعد کا عمل بارہ تکبیروں پر تھا جیسا کہ امام مالک
اور ترمذی کے کلام مذکور سے معلوم ہوتا ہے۔ اور حافظ عراقی نے اس کی تصریح
کی ہے۔ وہ قوله الفقهاء السابعة من اهل المدينة یعنی مدینہ کے فقہاء

سیدھہ کا بھی بھی مسلک تھا۔

سوال ۷:- خلفائے بنی امیہ میں خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا علم و فضل اور تقویٰ و اتباع سنت مشہور ہے۔ آپ خلفائے بنی اشین میں شمار ہوتے ہیں۔ یہوں بن مہران کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کے سامنے اور علماء کرام لیے معلم ہوتے تھے جیسے استاذ کے سامنے شاگرد ہیں سوال یہ ہے کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا عمل بارہ تکبیر وں پر تھا یا چھ تکبیر وں پر؟

جواب ۷:- خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا عمل بارہ تکبیر وں پر تھا شرح معانی اللار میں ہے حدثنا ابویکرۃ قال شنادیح قال شنافتا بین بشیر عن خصیف ان عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کان یکبر مسجد احمد سا۔ یعنی خصیف سے روایت ہے کہ عمر بن عبد العزیز نماز عیدین میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ اور یہی نے عمر بن عبد العزیز کے اس اثر کو دوسری سنت سے باسی لفظ روایت کیا ہے۔ عن ثابت بن قیس قال شهدت عموم عبد الرحمن بن مکبرۃ الادی مسبعاً قبل القراءة وفي الآخرة خما قبل القراءة یعنی ثابت بن قیس کہتے ہیں کہیں عمر بن عبد العزیز کے بیان آیا وہ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قبل قرأت کے سات اور دوسری رکعت میں قبل قرأت کے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

سوال ۸:- جب بنو امیہ سے خلافت مبتلا کبوالعباس میں آئی۔ تو خلفائے عباسیہ کا عمل بارہ تکبیر وں پر تھا یا چھ تکبیر وں پر؟

جواب ۸:- خلفاء عباسیہ کا عمل بارہ تکبیر وں پر تھا پانچ میں ہے لما

انتقلت الولاية الى بنى العباس امراء الناس بالعمل في التكبيرات
 يقول جدهم وكتبوا في منابرهم يعني جب خلافت منتقل ہو کر بنو العباس
 میں آئی تو خلفاء عباسی نے یہ حکم جاری کیا کہ تکبیرات عجیدین کے بارہ میں سب
 لوگ اُن کے جداً مجدد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کریں۔
 یعنی بارہ تکبیریں کہا کریں۔ اور ظاہر ہے کہ جب خلفاء عباسیہ نے بارہ تکبیریں
 پر عمل کرنے کے لئے حکم جاری کیا تو خود اُن کا عمل بھی بارہ ہی تکبیروں پر زدہ
 ہو گا۔ راجلہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ش: - آئمہ اربعہ (یعنی امام ابوحنیفہؑ امام شافعیؑ امام مالکؓ امام احمدؓ)
 میں سے کون کون امام بارہ تکبیروں کے قائل و عامل تھے اور کون کون کون چند
 تکبیروں کے ؟

جواب ش: - امام مالکؓ اور امام شافعیؑ اور امام احمدؓ یہ تینوں امام
 بارہ تکبیروں کے قائل و عامل تھے اور فقط امام ابوحنیفہؑ چند تکبیروں کے
 قائل و عامل تھے۔

قال العراقي وهو مروي عن همزة على وابي هريرة وابي
 سعيد وجابر وابن عمر وابن عباس وابي ايوب وزيد بن
 ثابت وعائشة وهو قول الفقيهاء السبعة من اهل الملة
 وعمر بن عبد العزيز والزهري ومكحول وبه يقول مالك
 والراذيع والشافعى وأحمد وابن محيى انتهى كذا في النيل
 یعنی بارہ تکبیروں پر عمل کرنا الصفت مذکورة باللهی مروی ہے حضرت عمر

اور حضرت علی اور ابو توبہ رضی اور ابو سعید اور جابر اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو الیوب اور زید بن ثابت اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے اور یہی قول ہے مدینہ کے فتحہ اس بعده کا (جسکے نام پر گذر پکے ہیں) اور یہی قول ہے عمر بن عبد العزیز اور زہری اور مکوہ کا اور ارمی کے قابل ہیں امام مالک اور امام اوزاعی اور امام شافعی اور امام احمد اور امام الحنفی۔

سوال ۹:- کیا آئندہ حفظیہ میں سے بھی کسی امام نے بارہ تکبیروں پر عمل کیا ہے؟

جواب ۹:- ہاں امام ابو حنیفہؓ مشہور شاگرد امام ابو یوسفؓ اور امام محمدؓ نے بارہ تکبیروں پر عمل کیا ہے رد المحتار ص ۲۷۸ میں ہے۔ درودی عن ابی یوسف و الحمد لله انہما فعلان ذلت لذت هادوت امرہما ان یکبار ابتکبید حید لا خ فعلان ذلت یعنی ابو یوسفؓ اور محمدؓ سے مردی ہے کہ ان دونوں (اماموں) نے بارہ تکبیروں پر عمل کیا ہے اس وجہ سے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو حکم کیا کہ آپ لوگ ہمارے جداً مجدد حضرت ابن عباسؓ کی تکبیروں پر عمل کیا۔ اور حاشیہ پڑائیہ میں ہے۔ درودی عن ابی یوسف انه قد میقداد و صلی بالناس صلواتہ العید و خلفہ هادوت الرشید فکبر میتکبیرات ابن عباس دادی عن محمد هکذا یعنی امام ابو یوسف سے مردی ہے کہ آپ بغداد میں آئئے اور نماز عید کی پڑھائی اور آپ کے پیچے ہارون الرشید بھی تھا اپنے آپ نے ابن عباس کی تکبیریں کہیں یعنی بارہ

تکبیروں پر عمل کیا اور اسی طرح امام محمدؐ سے بھی مردی ہے۔

سوال مٹاہی: کیا ان دلوں اماموں نے محن ہاروں ورشید کے حکم کی تعلیم کے لئے بارہ تکبیروں پر عمل کیا تھا یا اس کو حق جان کر کیا تھا؟

جواب: محن ہاروں ورشید کے حکم کی تعلیم کے لئے بارہ تکبیروں پر عمل نہیں کیا تھا بلکہ نماز عدین میں بارہ تکبیروں کا کپنہ حقیقی جان کر کیا تقدیلیں اس کی یہ ہے کہ ان دلوں اماموں سے ایک روایت بارہ تکبیروں کی بھی آتی ہے بلکہ فتح ختنی کی ایک معتبر و مستند کتاب مجتبی میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف چھ تکبیروں کے قول سے رجوع کر کے بارہ تکبیروں کے قائل و فاعل ہو گئے تھے بد المغاربیں ہے۔ و متهہد من جزم بان ذلك رواية عثماۃ بن فی المعتبری و عن ابی یوسف انه رفع الی هذَا یعنی بعض فتاویٰ کا اس بات پر جزم ہے کہ بارہ تکبیروں پر عمل کرنا ان دلوں اماموں سے ایک روایت میں آیا ہے۔ بلکہ مجتبی میں لکھا ہوا ہے کہ ابو یوسف چھ تکبیروں کے قول سے رجوع کر کے بارہ تکبیروں کے قائل و فاعل ہو گئے تھے، اور بعض علماء حنفیہ نے جو یہ لکھا ہے کہ ان دلوں اماموں نے بارہ تکبیروں پر عمل حقیقی کیا تھا بلکہ محن خلیفہ کی اطاعت کرتے ہوئے کیا تھا صحیح نہیں ہے اور اس وجہ سے کہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے ثانیاً اس وجہ سے کہ ان دلوں اماموں سے ایک روایت بارہ تکبیروں کی آتی ہے بلکہ امام ابو یوسف لا چھ تکبیروں سے رجوع منقول ہے۔ کہا مرد۔

سوال مٹاہی: کیا امام ابو تربیتؓ اور امام محمدؐ کے بعد مشائخ حنفیہ میں سے

کسی نے ابن عباس کے بارہ تکبیروں کے قول پر عمل کیا ہے۔ یا عمل کرنے کو فشار بتایا ہے؟

جواب ۱: - مال متعدد و مشائخ حنفیہ نے نماز عید الفطر میں ابن عباس کے بارہ تکبیروں کے قول پر عمل کرنے کو فشار اور بہتر بتایا ہے رد المحتار میں ہے ذکر غیر واحد من الشائخ ان المختار العمل برداية الزيادة ای ذیلۃ تکبیرۃ فی عید الفطر و برداية النقصان فی عید الاضحی عمل بالروابطین و تخفیفا بالاضھی لاشتغال الناس بالاضاحی اتفقی۔

سوال ۱: - یہ تو معلوم ہوا کہ اکثر صحابہؓ و تابعینؓ و آئمہ مجتہدین و علماء مسلمین کا عمل بارہ تکبیروں پر تھا اب سوال یہ ہے کہ چھ تکبیروں پر کتنے صحابہ کا عمل تھا اور وہ کون کون صحابی ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان دونوں یقین میں سے کس فرقی کا قول حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے؟

جواب ۲: - چھ تکبیروں پر پانچ چھ صحابہؓ کا عمل تھا ازان جملہ علیہ السلام بن مسعود اور حذیفہ اور ابو موسیٰ اشتری اور ابو مسعود القسامی ہیں رضی اللہ عنہم۔ اور صحابہؓ کے ان دونوں فریقوں میں سے فرقہ اول (جو بارہ تکبیروں کے قائل ہیں) کا قول حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے اور راہنہیں کا قول قابل اخذ و لائق عمل ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے پہلا اور دوسرا باب بخوبی سے فیکھیں۔

چہلہ باب

صحيح اور مرفوع حدیث سے بارہ تکمیل و تکا شوت

سوال نمبر ۱:- اکثر صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و علماء مسلمین جو نازعین
یں بارہ تکمیلات کے قائل ہیں ان کی کیا دلیل ہے ؟ اس بارے میں کوئی حدیث
مرفوع صحیح یا حسن آئی ہے یا نہیں ؟ اگر آئی ہے تو وہ کوئی حدیث ہے لہر
کس کتاب کی ہے اور کن کن محدثین نے اُس کی تصحیح یا تحسین کی ہے ؟

جواب:- اس بارے میں حدیث مرفوع صحیح آئی ہے اور وہ مہر بن
شیعیب سے مردی ہے۔ جس کو ابو داؤدؓ اور ابن تاجؓ نے پہنچانے سنن میں اور
امام احمدؓ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے اور امام بخاریؓ اور امام احمدؓ
اور علیؓ بن مديینی نے اُس کی تصحیح کی ہے اور حافظ عراقیؓ نے اُس کی مسند کو صالح
کیا ہے اور حافظ ابن عبد البرؓ نے اُس کی مسند کو حسن بتایا ہے اور ابو داؤدؓ نے
اُس پر مسکوت کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجرؓ نے امام بخاریؓ وغیرہ سے اُس کی
تصحیح نقل کر کے مسکوت کیا ہے اور اس حدیث کی بہت سی حدیثیں مؤنث و شاہد

ہیں عمر و بن شعیب کی وہی حدیث مرفوع صصح مع شواہد اکثر صحابہ و تابعین و
آئمہ مجتہدین و عارف مسلمین کی دلیل ہے۔ عمر و بن شعیب کی وہ حدیث یہ ہے۔

عن عمر و بن شعیب اَعْنَى أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَرَ فِي عِيدِ ثَنْتَيْ عَشْرَةِ تَكْبِيرَةٍ سَبْعَانِي الْأَوَّلِ
وَخَيْرَ الْآخِرَةِ وَلَمْ يَصْلَحْهَا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَلَا أَحْمَدَ وَ
ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ أَحْمَدٌ أَذَهَبَ إِلَى هَذَا كَذَّابًا فِي الْمُنْتَقَى وَرَوَاهُ
ابْنُ دَاؤِدَ فِي سَتَةٍ هَكَذَا حَدَّثَ ثَنَامِسْدَهْنَاءَ الْمَعْقُرَ قَالَ سَمِعْتَ
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّجْهَنِ الطَّائِفِيَّ يَحْدُثُ عَنْ عَمْرِ وَبْنِ
شعیب عن ابیه عن عبد الله بن عمر و بن العاص قال
نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع
فی الاولی و شمس فی الآخرة والقرآن بعد هدا کلتی هم۔
یعنی روایت ہے عمر و بن شعیب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے
باپ شعیب سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے دادا عبد اللہ بن عمر سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید میں بارہ تکبیریں کہیں سات
پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور نماز عید کے پہلے ذر
کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔ روایت کیا اس حدیث کو احمد
اور ابن تابہ نے اور امام احمد فرماتے ہیں اسی حدیث پر میں عمل کرتا
ہوں۔ اور روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اس طرح سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عید کی پہلی رکعت میں سات

نکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں میں
نکبیر و دل کے بعد ہے۔

حافظ ابین حجر تیخ من الجیز میں لکھتے ہیں۔ درواہ احمد دا بودا اور دا بین ماتا
والدار قطفنی میں تاحدیث عمر و بن شعیب عن ابیہ عن جده و مسیحہ احمد
و علی والبغاری فیما حکاہ الترمذی یعنی عمر و بن شعیب کی حدیث کو احمد اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ اور واطفی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اور امام علی بن
میمی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام بخاریؓ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا
ہے بیساکہ ترمذی نے بیان کیا ہے۔ حافظ زمیعی تحریج ہزاری میں لکھتے ہیں۔

قال ، النوری فی الملاصقة قال الترمذی فی العلل سالت

البغاری عنہ فقال هو صحیح

یعنی نوری نے خلاصہ میں لکھا ہے کہ ترمذی نے کہا میں نے امام بخاری سے
عمر و بن شعیب کی اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو امام بخاری نے کہا
کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ نیز حافظ زمیعی اسی تحریج ہزاری میں لکھتے ہیں۔

قال فی عللہ سالت مغید اعن هذالحدیث فقال لیس بخی

فی هذالباب اصمم منه وبه اقول وحدیث عبد اللہ بن عبد

الرحمن الطائفی ایضاً صحیحہ و الطائفی مقارب الحدیث

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارہ

میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس بارہ میں اس سے زیادہ صحیح اور کوئی
حدیث نہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میہر (ترمذی) بھی ایسا ہی خیال ہے۔ نیز

عبدالله بن عبد الرحمن طائفی کی حدیث بھی صحیح ہے اور عبد الله بن عبد الرحمن
طائفی مقارب الحدیث ہیں، اور ابن ہبیر کے حاشیہ میں بحوالہ المحدثات
لکھا ہے۔

قال في شرح كتاب الحرف دوى عمرو بن شعيب عن
أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم كبرة منتقى
عشراً تكبيرة صياغة الاولى وخصائص الآخرة رواه عبد
الله بن مالك وقال نحمد الله أذهب إلى فناك وكذاك ذهب
إليه ابن المديني وصحح الحديث

عمرو بن شعيب روايت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(نماز عیدین میں) بلوہ بخیری کہیں سات بیل رکعت میں (عطا بخیر دعوی) رکعت
میں اسے احمد نہ رایں ہبیر نے روایت کیا ہے امام احمد فرماتے
ہیں میرا سلک بھی بھی ہے اور پھر نام على ابن مدینی کا سلک ہے اور
آپ نے اس حدیث کو صحیح بھی قرار دیا ہے۔

علامہ شیخ منصور بن ادریس رضی اللہ عنہ کتاب الصداع میں عمرو بن شعيب کی حدیث
کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قال عبد الله قال لبني أنا أذهب إلى هنا وجرة ابن ماجة
وصححه ابن المديني

یعنی امام احمد کے دلکے حیدر شفیعی کہا کہ میرے باپ امام احمد نے کہا کہ
میں عمرو بن شعيب کی حدیث (ذکر) پڑھل کرتا ہوں۔ اور اس حدیث

کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور علی بن مینی نے اس کو صحیح کہا ہے۔
علامہ شوکانی نسل الاد طاریں لکھتے ہیں۔

حدیث عمرو بن شعیب قال العلی قی استاد کا صانع
یعنی حافظ عراقی نے کہا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث کی سند صالح ہے۔
اور حافظ ابن عبد البر نے عمرو بن شعیب کی حدیث مذکور کی سند کو حسن
 بتایا ہے جیسا کہ دوسرے باب کے شروع میں معلوم ہو گا۔
الحاصل عمرو بن شعیب کی حدیث مذکور زیلا شبہہ صحیح و قابل اعتماد
 ہے اور اس حدیث کی تائید ذیل کی دس روایتوں سے ہوتی ہے (عمرو
بن شعیب کی حدیث مذکور کی ثوابہ و مؤیدات)

پہلی روایت

امام زہقی نے مسنن کبریٰ میں روایت کی ہے۔

عن الزییدی عن الزہری عن حفص بن عمر بن سعد
بن قرظان ابیه و عبودسته اخیر وہ عن ابی هم سعد بن قرظ
ان السنۃ فی الااضھی والفطر المذکون فی الجوهر المنقی -
یعنی سعد قرظان سے روایت ہے کہ نماز عید الااضھی نور عید الفطر میں بارہ^(۱)
ٹھیکریں کہاں سنت ہے۔ محدث تکیرین پہلی رکعت میں اور بیانگ دوسرا رکعت
 میں۔

واضھ ہو کہ سعد قرظان ایک مشہور صحابی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے عہد میں موشن قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ اور جب کوئی صحابی رض کہے کر سنت یہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مراد ہوتی ہے کہا تقریبی مقرر ہے۔ نیز واضح ہو کہ سنن کبریٰ کی اس روایت میں سعد بن قرظاً واقع ہے اور معرفۃ السنن کی روایت میں سعد القرظاً واقع ہے۔ اور صواب سعد القرظاً ہے کتب رجال حدیث میں سعد القرظاً ہی وارد ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ابن ماجہ نے بھی اپنے سنن میں سعد القرظاً کی اس حدیث کو درست سند سے روایت کیا ہے ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَارٍ بْنِ سَعْدٍ مُؤْذِنٍ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ نَاهِيَةِ
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْبِرُ فِي
الْعِيدَيْنِ فِي الْأَوَّلِيِّ سَبْعَاقِيلَ الْقَلْعَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَا
قَبْلَ الْقِرْأَةِ

یعنی سعد مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عیدین کی پہلی رکعت میں سات شکیریں قبل قرأت کے کہتے تھے اور دوسری رکعت میں پانچ شکیریں قبل قرأت کے کہتے تھے۔

دوسری روایت

جامع ترمذی میں ہے۔

عن کثیر بن عبید اللہ عن ابیه عن جدہ کان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین فی الاولی سبعا
و فی الاخرۃ خمسا قبل القراءۃ
یعنی کثیر بن عبید اللہ کے دادا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے مزار عیدین میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری
رکعت میں پانچ تجھیں قبل قرأت کے کہیں۔
ترمذی اس حدیث کو روایت کر کے لفظتے ہیں۔
حدیث حبہ کثیر حدیث حسن
یعنی کثیر کے دادا کی یہ حدیث حسن ہے۔

تیسرا روایت

مسند زہار میں ہے۔

عن عبید الرحمن بن عوف قال كان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قد تخرج له الفڑة في العيدین حتى يصلى
عليها فكان يكابر ثلاثة عشرة تكبيرة وكان أبو بكر
و عمر يفعلان ذلك كلذ في النيل۔

یعنی عبید الرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ عیدین میں فیزہ مکاہ
جا آتا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف مزار پڑیں پس
اپ تیرہ تجھیں (یعنی تیرہ تجھیں) کہتے تھے ادا بکرا خود عرض جبی سیز

کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر اس حدیث کو تفسیص المجبیر میں ذکر کر کے لکھتے ہیں۔ صبح الدار قلعی ارسالہ یعنی دارقطنی نے اس حدیث کے مرسل ہونے کی تصحیح کی

ہے۔

پتوٹھی روایت

مصنف عبد الرزاق میں ہے۔

احبیرنا ابراہیم بن ابی میحیی عن حیضر بن محمد عن ابیه قال كان علی یکبر فی الا ضجی وال فطر و الاستقامت سبعاً فی الا دلی و خمسانی الا تخری و یصلی قبل الخطبة و یجهہ بالقراءة قال و كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان یفعلون ذلك كذلك فی تخریج البهادیۃ للزمیلیعی -

محمد (المعروف بہ امام باقر) سے روایت ہے۔ کہ حضرت علیؑ نماز عید اور نمنی اور عید الفطر و الاستقامت پہلی رکعت میں سات اور دوسرا رکعت میں پانچ تکبیریں کرتے تھے اور نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے اللہ قرأت جہر سے کرتے تھے اور علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر اور عثمانؑ اسی طرح کرتے تھے۔ اس حدیث کو حافظ بن حیی نے تحریک ہدایہ میں نقل کر کے سکوت کیا ہے۔

پانچوں روایت

دارقطنی میں ہے۔

عن عبد الله بن محمد بن عمار عن أبيه عن جده قال
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في العيدين
في الأولى سبعاً في الآخرة خمساً وكان يبدأ بالصلوة
قبل الخطبة .

یعنی عمار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کی
میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں
کہتے تھے اور نماز خلیفہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

پھٹی روایت

سنن ابی داؤد میں ہے۔

عن عائشة قالت كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يكبر
في العيدين في الأولى بسبع تكبيرات وفي الثانية بخمس
قبل القراءة سوى تكبير قي الركوع .

ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عيدين میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں
قرأت کے شروع کرنے سے پہلے کہا کرتے تھے۔ ان تکبیرات میں رکوع

میں جانے کے لئے کہی جاتے والی تکبیریں شامل نہیں:-

سالتوں روایت

طبرانی کے معجم کبیر میں ہے۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان
یکبری العیدین شنتی عشرۃ تکبیرۃ فی الاولی سبعاء
فی الآخرۃ خمساً کذا فی النیل :-

یعنی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عیدین میں بارہ تکبیریں کہتے تھے پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت
میں پانچ -

اسٹھوں روایت

بیہقی نے جابرؓ سے روایت کی ہے۔

قال مفضیت السنۃ ان یکبر المصلوۃ فی العیدین سبعا
و خمساً کذا فی النیل :-

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نماز عیدین میں سات اور پانچ تکبیریں
کہنا سنت ہے۔

لؤیں روایت

شرح معانی الاثار میں ہے۔

عن ابی داقد الیثی و عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس یوم الفطر والاضحی فکبر فی الاوّل سبعا و قرآن قی والقمر المجيد و فی الثانية خسما و قرآن اقتربت الساعۃ و انشق القمر

یعنی ابی داقد الیثی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحی اور عید الفطر کے روز لوگوں کو نماز پڑھانی پس پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور سورہ قی والقرآن المجيد پڑھی اور دوسرا رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں اور سورہ اقتربت الساعۃ و انشق القمر پڑھی۔

دسویں روایت

دارقطنی میں ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی العیدین فی الاوّل سبع تکبیرات و فی الاخیرة خمس تکبیرات۔

یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز حیدرین کی پہلی رکعت میں سات تکبیرات میں اور دوسرا رکعت میں پانچ۔

یہ کل دس روایتیں ہوئیں تلات عشرۃ کاملۃ اور یہ کل داسیں

عمرو بن شعیب کی حدیث مذکور کی موئید شاہر ہیں پس عمرو بن شعیب کی حدیث بلا شبہ صصح اور قابلِ احتجاج ہے۔

سوال نمبر ۲:- عمرو بن شعیب کی حدیث مذکور کی سند میں عبداللہ بن عبد الرحمن طائفی واقع ہیں۔ ان کی نسبت امام طحاوی شرح معانی الاثار میں لکھتے ہیں۔

لیس عند هرم بالذی يفتح بروايتها
یعنی عبداللہ بن عبد الرحمن کی روایت قابلِ احتجاج نہیں ہوتی ہے۔
اور علامہ ملا اوالدین "جوہر النقی" میں لکھتے ہیں۔

عبد اللہ الطائفی متكلم فیہ قال ابو حاتم والنسائی
لیس بالقری وفی کتاب ابن الجوزی ضعفه یحییی النہی
یعنی عبد اللہ طائفی متكلم فیہ ہیں البرحانم اورنسائی نے کہا ہے کہ یہ تو یہیں
ہیں اور یحییی بن معین نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

چوایٹ - ابن حبان نے عبداللہ بن عبد الرحمن طائفی کی توثیق کی ہے اور یحییی بن معین نے اسکے بارے میں لکھا ہے صالح اور ابن عدی نے لکھا ہے ہومن یکتب حدیثہ اور امام بخاری نے لکھا ہے مقابہ الحدیث اور یہ تینوں فقط الفاظ تعديل سے ہیں اور ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی تمام حدیثیں جو عمرو بن شعیب سے مروی ہیں مستقیم ہیں۔
چنانچہ میرزان الاعتدل میں ہے۔

ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال این معین صوبیلم و قال

ابن عدی اما سائر حديثه فعن عمرو بن شعيب داشت مستقیمه نہو من یکتب حدیثہ

اور غلاصہ میں ہے قال یحییٰ صالح۔ رہے ابو حاتم، نسائی اور یحییٰ بن معین
کہ انہوں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن پر جرح کی ہے تو ان کی جرح معتبر نہیں۔
ادلا اس وجہ سے کہ یہ جریں مجھم ہیں اور اصول حدیث میں یہ ثابت شدہ
ہے کہ حب کسی راوی میں جرح مجھم اور تعديل جمح ہوں تو جرح مجھم قادر
نہیں ہوتی ہے ثانیاً اس وجہ سے کہ ابو حاتم اور نسائی اور ابن معین تینوں
متعتین فی الرجال و متشدّدین فی الجرح ہیں اور متعتین اور متشددین کی
تعديل معتبر ہوتی ہے اور ان کی جرح غیر معتبر مگر جبکہ کوئی منصف غیر متشدد
ان کا موافق ہو اور زیر بحث میں کوئی غیر متشدد ان کا موافق نہیں بلکہ امام
بخاری اور ابن حبان اور ابن عدیٰ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ یعنی عبد اللہ
بن عبد الرحمن کی تعديل کی ہے پس جبکہ امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ علیٰ
عبد اللہ بن عبد الرحمن کی تعديل و توثیق کی ہے اور ابو حاتم اور نسائی وغیرہ
کی جریں غیر قادر و غیر معتبر ہیں تو عبد اللہ بن عبد الرحمن کا مقبول وقابل
احتیاج ہونا صاف ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری، امام احمد اور
امام علی بن حنبل ایسے نقاد ان فن نے عمرو بن شعیب کی روایت کر دے
حدیث کو صیحہ وقابل احتیاج بتایا ہے۔ اور اس پر عمل کیا ہے یہی وجہ ہے
کہ ابن عدیٰ نے صاف صراحت کر دی ہے کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن کی
حدیثیں جو عمرو بن شعیب سے مردی ہیں وہ مستقیم ہیں۔ لعجب ہے امام

طحاوی اور علامہ علاء الدین وغیرہما پر کہ ان لوگوں نے ابو حاتم ونسائی وغیرہما کی جرح بہبہ غیر قادرہ کا لحاظ اور اعتبار کیا اور ابن حبان²² اور علامہ سخاری در وغیرہما کی توثیق و تتعديل کا خیال نہ فرمایا۔ اچھا اگر ان لوگوں کے نزدیک شبد اللہ بن عبد الرحمن متكلّم فیہ تھے اور ان کی وجہ سے عمر و بن شعیب کی روایت مذکورہ ضعیف تھی تو کیا بوجہ شواهد و موریدات مذکورہ کے دجن کی تعداد دس تک پہنچی ہے، بھی مقبول و قابلِ احتجاج نہیں ہو سکتی ہے۔ فقام حهم
اللہ تعالیٰ :-

سوال نمبر ۳ یحییٰ بن معین نے اگرچہ عبد اللہ بن عبد الرحمن کے بارے میں صالح لکھا ہے مگر ان کی تضعیف بھی کی ہے جیسا کہ جو ہر ثقیٰ کی عبارت منقولہ سے معلوم ہوا اور میزان الاعتدال میں ہے و قال مرۃ ضعیف یعنی ابن معین نے ایک مرتبہ کہا کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن ضعیف ہیں۔

جواب ۳ :- جب یحییٰ بن معین سے کسی راوی کے بارے میں جرح بھی منقول ہوا وہ تعديل بھی تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ وہ راوی ان کے نزدیک ضعیف و ناقابلِ احتجاج ہے حافظ ابن حجر ذیل الماعون میں لکھتے ہیں -

وقد وثقه ای ابابلاج یحییٰ بن معین والنمسائی و محمد بن سعد والداد قظی و نقل ابن الجوزی عن ابن معین
انہ ضعفہ قان شبت ذلك فقد یکون سئل عنه وعمن فوقه فضعفه بالنسبة اليه وهذه قاعدة جليلة فیمن

اختلف النقل عن ابن معین فیہ نبہ علیہا ابوالولید البابجی فی کتابہ رجایل البخاری کذا فی الواقع والتکمیل یعنی بھی بن معین اور نسائی اور دارقطنی اور محمد بن سعد نے ابوبلج کی توثیق کی ہے۔ اور ابن الجوزی فی الحکایہ کہ یعنی بھی بن معین نے ابوبلج کو ضعیف کہا ہے پس اگر یہ ثابت ہو تو یہ ایسا ہو گی کہ ابن معین سے ابوبلج کے بارے میں دریافت کیا گیا ہو گا اور کسی اور راوی کے بیان میں بھی دریافت کیا گیا ہو گا جیسا کہ ابوبلج سے زیادہ ثقة ہو گا پس ابن معین نے اسی دوسرے زیادہ ثقة راوی کے اعلیار سے ابوبلج کو ضعیف کہا ہے لہا اور یہ ایک قابلہ جلیل ہے اُن راویوں کی بابت جن کے بارے میں ابن معین سے توثیق اور تضعیف دونوں منقول ہو اس قابلہ کو البر ابوالولید باجی نے اپنی کتاب رجایل البخاری میں ذکر کیا ہے۔

اوَّلَمْ يَرَى أَنَّهُ مَنْ كَتَبَ فِي الْمُغَيْثِ مِنْ كَذِبٍ هُوَ

مَهَا يَنْبَهُ عَلَيْهِ إِنْ يَنْبَغِي أَنْ تَتَأْمِلَ أَقْوَالَ الْمُزَكِّينَ وَ
خَاصَّ رَجُلَيْنِ قَوْلُونَ فَلَذِنْ ثَقَةً أَوْ ضَعْفًا وَلَا يَرِيدَا وَلَا
بَهْ أَنْهُ مِنْ يَحْتَاجُ بِهِ مُحَدِّثٌ وَلَا مِنْ يَرِدُ دَانِهِ ذَلِكَ
بِالنَّسْبَةِ لِمَنْ قَرَنَ مَعَهُ عَلَى وَقْتِ مَا وَجَهَ إِلَى القَاتِلِ
مِنَ السُّؤَالِ وَامْثَلَهُ ذَلِكَ كَثِيرًا لَا نَطْبِلُ بِهِ مِنْهَا
مَا قَاتَ عَثَمَانَ الدَّارِمِيَّ سَأَلَتْ ابْنَ مَعِينَ عَنِ الْعَلَاءِ
بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْأَبْيَهِ كَيْفَ حَدَّثُهُمَا فَقَالَ لَيْسَ بِهِ

باس قلت هواحِب البیت اوسعید المُقْبَری قال سعیده
اوْنَقْ وَالْعَلَادُ ضَعِيفٌ فَهَذَا الْمَرِيدُ بْنُ ابْنِ مَعْيَنٍ اَنَّ الْعَلَادَ
ضَعِيفٌ مَطْلَقًا بَدْ لِيْلَ اَنَّهُ قَالَ لِابْنِ بَهْ وَانْهَا اَرَادَ بَهْ
ضَعْفَهُ بِالنَّسْبَةِ لِسَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ وَعَلَى هَذَا يَحْمِلُ اَكْثَرُ
مَا وَرَدَ مِن الاختلاف فِي كَلَامِ اَئمَّةِ الْجُمْرَحِ وَالْتَّعْدِيلِ مِنْ
وَثْقَ رَجْلِنِي وَقْتَ وَجْرَهِ فِي وَقْتِ كَذَافِ الرِّنْعَ وَالتَّكْمِيلِ
علامہ سقاوی کے: اس کلام کا حاصل بھی وہی ہے جو حافظ ابن حجر نے بذل
الماعون میں لکھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوالٌ تُخْبِرُنَا:- یہ تو معلوم ہو کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن طائفی مقبول و قابلٍ
احتیاج ہیں اور امام طحاوی اور علامہ علاء الدین وغیرہما کا ان کو ضعیف بتانا
اور ان کی وجہ سے عمرو بن شعیب کی روایت کو حدیث کو ضعیف کہنا تا قبل اتفاق
ہے مگر امام طحاوی نے عمرو بن شعیب کی حدیث مذکور کے ضعیف ہونے کی ایک
وجہ اور لکھی ہے وہ یہ کہ عمرو بن شعیب نے اس حدیث کو بلسلہ عن ابیہ عن جده
روایت کیا ہے اور اس سلسلہ میں سماع نہیں ہے چنانچہ امام مددوح شرح
معانی الآثار میں لکھتے ہیں۔

ثُمَّ هُوَ يَضَعُ عَنْ عُمَرِ بْنِ شَعِيبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَ
ذَلِكَ عِنْهُمْ أَيْضًا لِمَنْ بِسْمَاعٍ -

پس اس کا کیا جواب ہے؟

جواب:- اس سلسلہ میں بلاشبہ سماع ہے محدثین نے اسکی صاف

تصریح کی ہے عمر بن شعیب نے حدیث مذکورہ کو اپنے باپ شعیب سے روایت کیا ہے اور شعیب نے اپنے دادا عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابو داؤد کی روایت منقول میں اس کی تصریح موجود ہے اور عمر نے اپنے باپ شعیب سے سنا ہے اور شعیب کو بھی اپنے دادا عبداللہ بن عمر سے سماع حاصل ہے خلاصہ میں ہے -

قال الحافظ ابویکر بن زیاد صح سهانع عمر و من ابیه
و صنم سماع شعیب من جده عبداللہ بن عمر و قال
البغاری سمع شعیب من جده عبداللہ بن عمر و
یعنی حافظ ابویکر بن زیاد نے کہا کہ عمر کے سماع کا درجہ ان کے باپ
سمیع ہے اور شعیب کا بھی سماع ان کے دادا عبداللہ بن عمر سے صحیح
ہے -

خلاصہ کے حاشیہ میں بخواہ تہذیب لکھا ہے -

قال الجوزجاني قلت لا حمد سمع من ابیه شيئاً قال
يقول حدثني أبي قلت أبا يوه سمع من عبد الله بن عمر
وقال نعم أصله وقد سمع منه

یعنی جوزجانی نے کہا کہ امام احمد سے میں نے حدیافت کیا کہ عمر نے
اپنے باپ سے سنا ہے ؟ آپ نے کہا عمر کہتے تھے کہ میرے باپ نے مجھ

ملے ابو داؤد کی یہ روایت عمر بن شعیب کی حدیث مذکورہ کے ساتھ نقل کی گئی

ہے -

سے حدیث بیان کی ہے پھر میں نے دریافت کیا کہ عمرو کے باپ شعیب نے عبد اللہ بن عمرو سے سُنا ہے؟ آپ نے کہا کہ ہاں۔
تخریج علمی صفحہ ۱۲۷ ج ۱ میں ہے۔

قد ثبت في الدارقطنی وغيره بسنده صحيح سماع عمرو بن ابیه شعیب و سماع شعیب من جدہ عبد اللہ
یعنی دارقطنی وغیرہ میں سند صحیح سے ثابت ہے کہ عمرو نے اپنے باپ شعیب سے سُنا ہے اور شعیب کو بھی اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو سے سماع حاصل ہے۔

تیر تخریج علمی میں ہے۔

قال البخاری رأیت احمد بن حنبل و علی بن عبد اللہ ابن لاهویہ والجہیدی يحتجون بمسجدیث ائمہ و بن شعیب عن ابیه فمن النامس بعد هم

یعنی امام بخاری نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل اور علی بن عبد اللہ
اور ابن راہویہ اور جہیدی کو دیکھا کہ یہ لوگ عمرو بن شعیب عن ابیه
عن جدو کی حدیث سے استجاج کرتے تھے پھر ان لوگوں کے بعد اور کوئی
لوگ ہیں جو انکار کی جرأت کر سکتے ہیں۔

دیکھئے محدثین نے کس طرح وضاحت کر دی ہے کہ عمرو کو اپنے باپ شعیب سے سماع ہے اور شعیب کو ان کے دادا عبد اللہ بن عمرو سے سماع ہے پس باوجود اس تصریح و تفصیل کے امام طحا دی کا یہ قول کہ اس سلسلہ

میں سماع نہیں ہے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۵۔ دس روائیں جو عمر بن شیب کی حدیث مذکور کی تائید و استہاد میں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلی روایت کی سند میں بقیہ واقع ہیں اور علامہ علاء الدین اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ "اس کی سند میں بقیہ واقع ہیں اور بقیہ متکلم فیہی ہیں ॥" پس بقیہ کی روایت شوابہ میں کیوں ذکر کی گئی؟

جواب۔ بے شک بقیہ متکلم قیہ ہیں مگر ان کی روایت استہاداً اور متابعة پیش کی گئی ہے۔ ناجحجا جا و استدلال۔ اور بقیہ کی روایتیں بلاشبہ استہاد کے قابل ہوتی ہیں امام مسلم نے اپنے صحیح میں ان سے متابعت روایت کی ہے علاوہ اس کے پہلی روایت جو امام بقی کے سنن کبریٰ سے منقول ہے وہ سنن ابن ماجہ میں دوسری سند سے مردی ہے جس میں بقیہ نہیں ہے پس پہلی روایت بوجہ تعدد طرق کے اور بوجہ شوابہ مذکورہ کے درجہ حسن تک پہنچ سکتی ہے پس اس اعتبار سے یہ پہلی روایت اس قابل ہے کہ احتجاجاً پیش کی جائے اور جب یہ پہلی روایت احتجاجاً پیش کرنے کے قابل ہے تو قطعاً ہر ہے استہاداً و متابعت پیش کرنے کے لئے بد رجہ اولیٰ قابل ہو گی۔

واضح ہو کہ پہلی روایت کو یعنی سعد قرظی کی روایت کو علامہ علاء الدین نے جو ہر اتفاقی میں سنن کبریٰ سے نقل کیا ہے لیکن آپ نے اُس کی پوری سند نقل نہیں کی اس لئے معلوم نہیں کہ بقیہ نے اپنے شیخ سے بصیرہ عن روایت کی ہے یا بلطفاً تحدیث اگر بلطفاً تحدیث روایت کی ہے تو اس تقدیر پر یہ

روایت اکیلی ہی بعض آئمہ حدیث کے نزدیک مقبول و قابلِ احتجاج ہے۔ اس واسطے کہ ان بعض آئمہ حدیث نے اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ اگر قبیل ثقات سے بلفظ حدثنا یا اخربنا روایت کریں تو ثقیریں اور ان کی روایت مقبول۔

خلاصہ میں ہے۔

قالَ النَّاسُ إِذَا قَالُ حَدَثْنَا وَأَخْبَرْنَا فَهُوَ ثَقِيلٌ قَالَ أَبْنُ عَدَى إِذَا حَدَثَ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ فَهُوَ ثَبِيتٌ قَالَ الْجُوَزِيُّ
جَانِي إِذَا حَدَثَ عَنِ الثَّقَاتِ فَلَا يَأْسَ بِهِ
یعنی امام شافعی فرماتے ہیں کہ قبیل جب اور ثناً اور "خبرنا" کے
لفظ سے روایت کریں تو وہ ثقیر ہیں امام ابن عجمی فرماتے ہیں کہ قبیل
جب شایعوں سے روایت کریں تو ان کی روایت قابل مقبول ہوگی
اور جوزجانی کہتے ہیں کہ حبیب وہ ثقیر راویوں سے روایت کریں تو اُس
وقت ان کی روایت لے لی جائے گی۔

اور میرزاں الاعتدال نیں ہے۔

قالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئمَّةِ بِقِيَةٍ ثَقِيلٌ إِذَا روَى عَنِ الثَّقَاتِ
کہ قبیل جب ثقیر راویوں سے روایت کر دیں تو اس وقت وہ ثقیر شمار
ہو گھے۔

پس اس لمحاظ سے جب ان کی روایت بالفراد ہا بعض محدثین کے
نزدیک مقبول و قابل احتجاج ہے تو استشهاد کے لئے تو بد رجہ اولیٰ لائق

احتیاج ہو گی الحاصل ہر حافظ سے تعمیر کی روایت شواہد میں پیش کی جائیگی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال نمبر لا۔ دوسری روایت جو جامع ترمذی سے تعلق کی گئی ہے۔ اس کی مت میں کثیر بن عبد اللہ واقع ہیں جو ضعیف ہیں۔ پس ان کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہوئی پھر ترمذی کا اس روایت کو حسن کہنا کیونکہ صحیح ہو گا اور بعض اہل علم نے جو ترمذی کی تحسین پر انکار کیا ہے اس انکار کا لیا جواب ہو گا؟

جواب۔ - چونکہ روایات مذکورہ بالا اس دوسری روایت کی شاہدیں پس انہیں شواہد کی وجہ سے ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور کسی روایت ضعیف کو بوجہ اس کے شواہد کے حسن کہنا صحیح ہے۔ دیکھو معاذ ہم کی یہ روایت ان فی کل تلااثین بقیۃ تبعیاعو فی نکل اربعین مسنۃ ضعیف ہے مگر بوجہ شواہد کے ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ انماحسنہ الترمذی الشواهد لا یعنی اس روایت کو ترمذی نے بوجہ اس کے شواہد کے حسن کہا ہے اسی تقریر سے اُن اہل علم کا جواب بھی حاصل ہو گیا جنہوں نے ترمذی کی تحسین پر موافقة کیا ہے۔ نیل الاوطار میں ہے۔

قال الحافظ التلخیص وقد انکر جماعة تحسینہ علی الترمذی و اجاب المؤوی في الخلاصة عن الترمذی فـ تحسینہ فقال لعله اعتضد بشواهد وغيرها انتهى۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۷:- پڑھی روایت کی سند میں ابراہیم بن ابی حییی واقع ہیں جن کو صحیح القطان نے کذاب کہا ہے۔ پھر ان کی روایت شوابہ میں کیوں ذکر کی گئی؟

جواب:- ابراہیم بن ابی حییی کو اگرچہ قطان نے کذاب کہا ہے مگر امام شافعیؒ نے ان کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث میں ثقہ ہے اور امام محمد فرج نے ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں اور سقیانؒ نے اور ابن جبیرؓ اور بڑے بڑے محدثین نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابین عقدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ابی حییی کی حدیث میں غور و فکر کیا اور اس کو دیکھا تو معلوم ہوا وہ منکر الحدیث نہیں ہیں ابین عدلی نے کہا کہ میں نے بھی ان کی حدیثیں کویہت دیکھا لیکن کوئی حدیث منکر نہیں پائی۔ حوالہ کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال۔ پس جب ابراہیم بن ابی حییی کے بارے میں امام شافعیؒ اور ابین عقدہ اور ابن عدلی کا یہ قول ہے تو ان کی کسی حدیث کے استثناء اذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نمبر ۸:- پانچویں روایت جو دارقطنی سے نقل کی گئی ہے وہ بواسطہ عبداللہ بن محمد بن عمار مروی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں ابی حییی بن معین نے نیس بشیؒ کہلے پے میزان الاعتدال میں ہے۔

قال عثمان بن سعید قلت لیحیؒ کیف ہو لا د قال لمیسا

بشتؒ

عثیان بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے بھی ابن معین سے ان لوگوں کے
بارہ میں دسیافت کیا تو انہوں نے فرمایا: لیس بشی۔
اور حافظ نظری تحریریک ہدایہ میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔
عبداللہ بن محمدؑ عبارقال ابن معین فیہ لیس بشی
یعنی عبد اللہ بن محمد کے بارہ میں بھی ابن معین نے یہی الفاظ دہراتے
کہ لیس بشی۔

پس یہ روایت شواہد میں کیوں ذکر کی گئی؟

بجوات۔ جب بھی ابن معین کسی راوی کے بارے میں لیس بشی ہے
کہیں تو اس لفظ سے ان کی مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ راوی ضمیعت ہے۔
 بلکہ اس لفظ سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اُس کی حدیثیں تصور ہی ہیں۔ یعنی
اس نے زیادہ حدیثیں روایت نہیں کی ہیں۔ پس عبد اللہ بن محمد بن عمار کے بلے
میں جو انہوں نے نیساوا بشی کہا ہے سواس لفظ سے صرف اس قدر ثابت
ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے زیادہ حدیثیں مروی نہیں ہیں۔ لیکن اس لفظ
سے ان لوگوں کا ضعف ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ حافظ ابن حجر فتح الباری
میں عبد العزیز بن المختار کے ترجیح میں لکھتے ہیں۔

ذکر ابنقطان الفارمی ان مراد ابن معین من قوله
لیس بشی یعنی ان احادیثہ قلیلة انتھی۔

یعنی ابنقطان فارمی فرماتے ہیں۔ بلکہ ابن معین جب کسی کے بارہ
میں کہیں کہ: لیس بشی: تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اسی مروی

احادیث کی تعداد کم ہے۔

اور حافظ سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں۔

قال ابن القطان ان ابن معین اذا قال في الراوي ليس بشيء انتما يريده انه لم يرو حديثاً كثيراً انتفع - کذافے
الرفع والتمكيل -

یعنی ابن معین کے قول "لئنْ بُشِّيْ" سے مراد یہ ہے کہ راوی کثیر الرواية
نہیں۔

واضح ہو کہ شاہد میں جو باتی اور روایتیں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی حضرت شہزادہ
ومتابعاً ذکر کی گئی ہیں نہ احتجاجاً و استدللاً۔ پس انکا بھی ضعف کچھ مفترضیں
ہے۔

سوال نمبر ۹:- یہ تو معلوم ہوا کہ عمر و بن شعیب کی حدیث نہ کو صحیح و قابل
احتجاج ہے بالخصوص جبکہ دس روایتیں اس کی موڑید و شاہد ہیں مگر امام احمد
کے اس قول کا کیا جواب ہے کہ
لیس یروی فی التکبیر فی العیدین حدیث صحيحة کذا
فی المحوه للنقی و غيره۔

یعنی تکبیرات عیدین کے بارے میں کوئی صحیح حدیث روایت نہیں کی گئی
ہے جواب بقایہ اصول حدیث یا اصول خقرہ ہونا چاہیئے؟

جواب:- اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ امام احمد نے خود عمر و بن شعیب کی حدیث
نمکور کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اسی حدیث

پر میں عمل کرتا ہوں لیں امام احمد کا یہ قول جو جو ہر الفقیٰ سے نقل کیا گیا ہے اُن کے اس دوسرے قول فعل کا معارض ہے لیں یا تو یہ کہو کہ امام مددوح کے دونوں قول بقاعدہ ذقہا شے حفیہ اذ انقار ضاتھ اساقط ہیں یا یہ کہو کہ اُن کا پہلا قول اُس وقت کا ہے کہ جب ان کو عمر و بن شعیب کی حدیث صحیح ملی نہیں تھی اور ان کا یہ دوسرا قول فعل اُس وقت کا ہے جبکہ عمر و بن شعیب کی حدیث صحیح اُن کو مل گئی۔ داہلہ تعالیٰ اعلم۔

اس سوال کا ایک دوسرा جواب یہ ہے کہ امام احمدؓ نے تکمیرات عدین کے بازے میں حدیث صحیح کے مردی ہونے کی نفی کی ہے لیں اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اُن کے نزدیک اس بازے میں کوئی حدیث حسن و قابل احتجاج مردی نہ ہو اور جو مردی ہو رہہ ضعیف و ناقابل احتجاج ہی مردی ہو جو کیونکہ نفی روایت صحیح، نفی روایت حسن کو یار و ایت ضعیف کو مستلزم تھیں چنانچہ دیکھئے کہ تسمیہ فی الوضو کے بازے میں انہی امام احمدؓ کا یہ قول ہے کہ لا اعلم فی التسمیۃ حدیث ثابتما یعنی تسمیہ فی الوضو کے بازے میں مجھے کسی حدیث ثابت کا علم نہیں۔ کوئی حدیث ثابت نہیں جانتا۔ اور تو سعد علی العیال یوم عاشورہ کے بازے میں انہیں امام احمدؓ کا یہ قول ہے کہ لا یصح یعنی تو سعد کی حدیث صحیح نہیں ہے۔ امام مددوح کے ان دونوں قولوں کے کٹی جواب دیئے گئے ہیں ازان جملہ ایک یہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کیا حافظ ابن حجر نتائج الافکار میں لکھتے ہیں۔

ثبت عن احمد بن حبیل انه قال لا اعلم فی التسمیۃ

اَيْ فِي الوضُوءِ حَدِيثًا ثَابَتْ قَلْتْ لَا يَلْزَمُ مِنْ نَفْيِ الْعَلَمِ ثَبَوتُ
الْعَدَمِ وَعَلَى التَّنْزِيلِ لَا يَلْزَمُ مِنْ نَفْيِ الْثَّبَوتِ ثَبَوتُ الضَّعْفِ
لَا حَقَّانِي اَنْ يَرَادُ بِالثَّبَوتِ الصَّحَّةَ فِي الْأَنْتِفَيِ الْمُحْسَنِ وَعَلَى
التَّنْزِيلِ لَا يَلْزَمُهُ مِنْ نَفْيِ الْثَّبَوتِ عَنْ كُلِّ فِرْجٍ تَقْيِيهَ عَنِ الْمُجْمِعِ
اَنْتِفَيِ -

یعنی امام احمد سے یہ ثابت ہے کہ انہیں نے کہا ہے کہ وہ منور کرتے وقت
بسم اللہ کہتے کے باسے میں کوئی حدیث ثابت میں نہیں جانتا حافظ ابن
حجر کہتے ہیں۔ کسی چیز کے متعلق علم نہ ہونا اس بات پر وہ اس نہیں کرتا کہ
اس کا وجود ہی نہیں، اور اگر ایک لمحہ کے لئے اسے تسلیم بھی کر دیا جائے
تب بھی یہ بات لازم نہیں آتی کہ ثبوت کی نفی سے ضعف ثابت ہو جائے
کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ لفظ "ثبوت" سے مراد صحت ہونے کو
ہے اور پھر اس سے بھی بڑھ کر کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟ کہ
اگر ایکیلے ایکیلے فرد سے ثبوت کی نفی کرو دی جائے تو تمام کے مجموعے
بھی ثبوت کی نفی ہو جائے۔

اور علام نور الدین ہبودی جواہر العقديں میں لکھتے ہیں۔
قللت لایلزام من قول احمد فی حدیث التوسعة علی العیال
یوم عاشوراء لایعهم ان یکون باطلًا فقد یکون غیر
صحيح و هو صالح للاحتیاج به اذ للحسن رتبة بین
الصحيح والضیعف انتهى کذا فی الرفع والتمکیل۔

یعنی امام احمد نے جو حدیث تو سد کی نسبت کہلہ بے کری حدیث صحیح نہیں ہے
سران کے اس کہنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ حدیث باطل دناقابی الحجاج
ہو کیونکہ کبھی حدیث غیر صحیح ہوتی ہے مگر وہ قابلِ احتجاج ہوتی ہے مولیٰ
کہ صحیح اور ضعیف کے درمیان حسن کا دسہبہ ہوتا ہے ۔

سوال مکہرزا ۔ یہ توبیہت و صاححت کے ساتھ معلوم ہوا کہ اکثر صحابہ و
تابعین و آئمہ مجتہدین جو نماز عیدین میں بارہ تہجیرات کے قائل ہیں ان کا قول
حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے ۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جو لوگ پڑھ
تہجیرات کے قائل ہیں ان کا قول حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے یا نہیں؟
جواب ۔ اس کے معلوم کرنے کے لئے دوسرا باب پڑھیں ۔

دوسری باب

کیا مسلم احتجات عدیدین میں چھ تکبیریں حدیث
مرفوع و صحیح سے ثابت ہیں؟

سوال نمبر اول۔ نماز عدیدین میں چھ تکبیریں کہنے کے بارے میں جیسا کہ
حنفیہ کا ذہب ہے کوئی حدیث مرفع جس کی حدیث نماز دین نے قسم تکمیل
کی ہوائی ہے یا نہیں؟ اس باب میں کسی بڑے شخص کا قول نقل کیا جائے
جس کی تنقید پر اجلہ حنفیہ کو اعتماد ہو۔

جواب۔ چھ تکبیریں کہنے کے بارے میں کوئی حدیث مرفع جس کی
قسم یا تکمیل نماز دین فن نے کی ہو نہیں آئی ہے حافظ ابن عبد البر (جیں کی
تنقید پر حافظ زلطانی لوران کے شیخ علام رضا علاؤ الدین اور علام ابن القہام ہیں
اجلہ حنفیہ کو اعتماد ہم) لکھتے ہیں۔

روى عن النبي صلى الله عليه وسلم من طريق حسان
أنه كبر في العيدين سبعا في الاولى و خمسا في الثانية
من حدیث عبد الله بن عمر و ابن عمر وجابر و عاصمة

وَابِي وَاتَّدْ وَعَمْرُ وَبْنَ عَوْفَ الْمَزْنِيِّ وَلَمْ يُرِدْ وَعْنَهُ مِنْ وَجْهٍ
قُوَّى وَلَا ضَعْفَتْ خَلَاتُ هَذَا وَهُوَ أَوْلَى مَا يُحْمَلُ بِهِ كَذَافَةٍ

التلیل -

حضرت حسان کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے عیدین میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں پانچ، اور یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عمار اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرت ابی داؤد اور حضرت تھوفی بن عوف المزنی رضوان اللہ تعالیٰہم عنہم سے مروی ہے اور اس کے برخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت خواہ سنہ صحیح کے ساتھ ہو یا سند ضعیف کے ساتھ مروی نہیں، مگریں وہ بارہ تکبیروں والی روایت پڑھل کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

سوال نمبر ۲:- علمائے خفیہ چہ تکبیروں کے ثبوت میں کوئی حدیث مرفوع پیش کرتے ہیں یا نہیں اگر پیش کرتے ہیں تو اس کا مرفوع ہونا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب:- علام ابن الہامؐ علامہ علاء الدین اور حافظ ز طیبی وغیرہ ایک حدیث مرفوع پیش نہ کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ ابن معوذ کا قول ہے وہ روایت یہ ہے -

عَنْ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ سَأَلَ أَبْوَ مُوسَى الشَّعْبَـِيِّ
وَهُذِيفَةَ الْيَمَانِ كَيْفَ كَانَ يَكْبُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وسلم فی الا ضمی و الفطر فقال ابو موسی یکبر ارجع انکبیر
علی الجناہ زقال حذیفة صدق رواه ابو حادث -

یعنی ابو عائشہ سے روایت ہے کہ سعید بن عاص نے ابو موسیٰ سے
اشعریؓ اور حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز
عیدین میں کتنی سمجھیں کہتے تھے تو ابو موسیٰ نے کہا کہ چار تجھیں کہتے
تھے جیسا کہ نماز جنازہ میں آپ کا معمول تھا حذیفہؓ نے کہا کہ ابو موسیٰ
نے سچ کہا۔ اس حدیث کو ابو حادث نے روایت کیا ہے ۱۶۷

اس حدیث کا مرشرع ہونا اس وجہ سے صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث کو
صرف ایکے ابو عائشہ مرقوق عارویت کرتے ہیں اور ابو عائشہ کے سوا اور جتنے ثقہ
رادی اس کو روایت کرتے ہیں سب کے سب اسے بالاتفاق موقوف قرار دیت
کرتے ہیں۔ اور یہ ابو عائشہ مجہول ہیں۔ پس لقاعدہ اصول حدیث ان کے
مرفع عارویت کرنے کی زیادتی منکر و غیر معتبر ہوئی اور اس حدیث کا موقف
ہونا یعنی ابن معوذ کا قول ہونا صحیح اور معتبر ہوا۔ ابو عائشہ کے مجہول ہونے کا
شبہت یہ ہے کہ میزان الاعتدال میں ہے۔

ابو عائشہ جلیس لا بی هریۃ غیر معروف و دردی عنہ
مکھوی -

حافظ زملیعی تحریک پڑائی میں لکھتے ہیں۔

لکن ابو عائشہ قال ابن حزم فیہ مجہول و قال ابن القatta
لا اعرف حالہ

کہ ابو عائش کے بیوہ میں امام ابن حزم نے کہا ہے وہ مجہول ہے
موراں قطان نے کہا ہے کہ میں اس کے عالی کوئی نہیں جانتا،
اور یہی بات فتح القدر عاشیرہ پڑائیہ میں ہے۔

لکن ابو عائشہ فی سندہ تقال ابن القطان لا اعرف حالہ
وقال ابن حزم مجہول -

اور اس بات کا ثبوت کہ ابو عائشہ کے سوا جتنے ثقہ راوی اس حدیث
کو روایت کرتے ہیں سب کے سب موقوفاً روایت کرتے ہیں " یہ ہے کہ
اس حدیث کو ابو عائشہ کے سوا پار ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اور چاروں
نے موقوفاً روایت کیا ہے اُن چاروں ثقہ راویوں کے نام یہ ہیں - علقمہ -
اشود - عبدالرشد بن قیس - کریم - اور اس حدیث کو ایک مجہول شخص
نے روایت کیا ہے - اُس نے بھی موقوفاً ہی روایت کیا ہے - اب ہر
لیک کی روایت نقل کی جاتی ہے -

معنف عبدالرزاقی میں ہے -

اخباریٰ معاصر عن ابی الحسن علقمۃ دا صد تقال کان ابن
مسعود جالساً وعنه حدیقة وابو موسیٰ الاشعري
فسائلهم سعید بن العاص عن التکبیر فصلوة العيد
 فقال حدیقة تسل الاشعري فقال الاشعري سل عبد الله
فانه أقدمنا وأعلمنا فسائله فقال ابن مسعود يكابر اربعا
ثوابي كل شريك في تبرك مع فیقوم فی الثانية فیقتدر ثم يکابر

اربعاء بعد القلعة كذا في تغريب الزميلي

یعنی ملتمہ اور اسود نے کہا کہ ابن مسعود بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پس حذفیہ اور ابو متی اشعریؓ بھی تھے پس سعید بن عاص نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ نماز عید میں کتنی تجھیں کہی جائیں ؟ حذفیہؓ نے کہا ابو متیؓ اشعریؓ سے دریافت کیجئے ابو متی اشعریؓ نے کہا عبد اللہ ابن مسعود سے دریافت کیجئے اس واسطے کہ ہم سے دو علم اور عمر میں بڑے ہیں تو سعید بن عاص نے عبد اللہ بن مسعود سے دریافت کیا پس عبد اللہ بن مسعود نے کہا چار تجھیں کہی جائیں پھر قرأت کی جائے پھر تجھیں کہی جائے۔ پھر کوئی کیا جائے پھر دسری رکعت میں قرأت کی جائے پھر بعد قرأت کے چار تجھیں کہی جائیں۔
شرح معانی الاماریں ہے۔

عن أبي اسحق عن إبراهيم بن عبد الله ابن قيس عن
أبيه أن سعيد بن العاص رضي الله عنه دعا لهم يوم
عيد فدعاؤه شعرى وابن مسعود وحذيفة بن اليمان
رضي الله عنهم فقال إن اليوم عيدكم فكيف أصله قال
حذيفة سل الأشعري و قال الأشعري سل عبد الله
 فقال عبد الله تكبر المخ
سعید اللہ بن قیس کی اس روایت کا بھی وہی مضمون ہے جو اس تو اور
ملتمہ کی روایت مذکورہ ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

حدث نایزید بن هارون عن المسعودی عن معبد
بن خالد عن کردوس قال قد سعید بن العاص فی
ذی الحجۃ فارسل الی عبد اللہ و حذیفة وابی مسعود
النصاری وابی الموسی الاشعراً یسئلهم عن التکبیر
فی العید فاستدروا مورهم الی این مسعود فذکر معرفت

رواية السبعی کذا فی الجوهر التقی،

کردوس کی اس روایت کا بھی وہی مضمون ہے جو اسود علقمہ کی روا
ذکورہ کا ہے دیکھو حدیث ذکورہ کو۔ ابو عائشہ کے سوا اسود اور علقمہ
اور عبد اللہ بن قیس اور کردوس نے روایت کیا ہے۔ مگر ان میں سے
کسی نے مرفوعاً روایت نہیں کیا ہے اور ان چاروں ثقہ راویوں کے علاوہ
ایک بھول شخص نے حدیث ذکور کرو روایت کیا ہے اُس نے بھی موقوفاً ہی

روایت کیا ہے دیکھو جو ہر التقی صفحہ ۲۲۲ ج ۱

واضح ہو کہ حدیث ذکور کے مرفوعاً صحیح نہ ہونے کی ایک وجہ اور
بھی ہے وہ یہ کہ اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن ابن ثوبان داقع ہیں
اور یہ تکلم فیہ ہیں تخریج زمیں میں ہے۔

قال ابن معین هو ضعیف وقال احمد لم یکن هو
بالقوی واحادیثه متأکر۔

یعنی ابن معین نے اسے ضعیف ترار دیا ہے امام احمد بن حنبل نے فرمایا

ہے کہ وہ قری نہیں اور اس کی روایت کردہ احادیث کے منکر میں امام
نسائی اور ابن عدی وغیرہ نے بھی اس کی تضییغ کی ہے ۔
چنانچہ میرزاں الاعتدال میں ہے ۔

قال النسائي ليس بالقوى وقال ابن عدى يكتب حدثه
على ضعفه وقال العقيلي لا يتابع عبد الرحمن الامن دونه
او مثله

پس جبکہ عبد الرحمن بن ثوبان متكلّم فیہ ہیں اور ان کے سوا کسی ثقہ زبانیات
رفع کو روایت بھی نہیں کیا ۔ بلکہ سب نے موقوفاً روایت کیا ہے تو عبد الرحمن
بن ثوبان کی وجہ سے بھی حدیث مذکور کا مرغۇغا صىحىخ نہ ہوتا ثابت ہوتا ہے
فتفرگ و تدبیر ۔

بہر حال حدیث مذکور کا مرغۇغا صىحىخ نہیں ہے بلکہ صىحىخ یہ ہے کہ
وہ موقوفت روایت ہے یعنی عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے ۔ امام یہی میں
کبریٰ میں حدیث مذکور کو روایت کر کے لکھتے ہیں ۔

خواص راویہ فی موضعین فی رفعه و فی جواب ابی موسیٰ
والمشهور انه اسنده الى ابن مسعود فاقاتهم بذلك
ولم يسنده الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم كذلك رواه
السبیعی عن عبد اللہ بن موسیٰ اذ این ابی موسیٰ ان
مسعیدہ بن العاص ارسل انہ عبد الرحمن بن ثابت بن
ثوبان ضعفه ابن معین كذلك الجوهرا النقی ۔

یعنی اس حدیث کے راوی کی دو جگہ مخالفت کی گئی ہے۔ ایک اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور دوسرا بے ابو موسیٰ کے جواب میں اور مشہور ہے کہ ابو موسیٰ وغیرہ نے سعید بن عاصی کو کہا کہ آپؐؒ اللہ بن مسعود سے دریافت کریں پس انہوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے چھ تکبیریں کہنے کا قتوں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کو منسوب نہیں کیا۔ اسی طرح سیعیٰ نے عبداللہ بن موسیٰ یا ابن ابی موسیٰ سے روایت کیا ہے اور عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان کو بھی بن معین نے منعیف کہا ہے۔

اور امام محمد وحید معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں۔

عبد الرحمن هذَا قد أضيقه يحيى بن معين والمشهور
من هذَا القصة انهم أستندواً مرهماً إلى ابن مسعود
فافتاه ابن مسعود ياربع في الأولى قبل القراءة واربع
في الثانية بعد القراءة ويرکع لرابعة ولم يسنده إلى
النبي صلی اللہ علیہ وسلم كذلك رواه ابو سحنون السعیي
وغيره عن شیوخهم ولو كان عند ابی موسیٰ فیہ علم عن
النبي صلی اللہ علیہ وسلم لما کان یساله عن ابن مسعود
ورشی عن علامة عن عبد الله انه قال خمس في الأولى
داربع في الثانية وهذا يخالف الرواية الأولى انتهي۔

یعنی یحییٰ بن معین نے عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان کو منعیف کہا ہے

اور مشہور اس روایت میں یہ ہے کہ ابو عویشی اور حذفیہ وغیرہ نے پہنچے تھے
کہ ابن مسعود کی طرف مستد کیا پس ابن مسعود نے ان کو فتوی دیا کہ پہلی
رکعت میں قبل قراۃت کے چار تکبیریں اور دو سری رکعت میں بعد
قراۃت کے چار تکبیریں مع تکبیر رکوع کے کہنا چاہئے اور عبد اللہ بن
مسعود نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مفسوب نہیں کیا
اسی طرح ابو الحسن سیعی وغیرہ نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے اور
اگر ابو عویشی کے پاس چھ تکبیروں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی حدیث ہوتی تو وہ ابن مسعود سے نہ دیافت کرتے
اور ملکر سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ پہلی رکعت
میں پانچ اور دو سری رکعت میں چار تکبیریں کہنا چاہئے اور یہ روایت
پہلی روایت کے مخالف ہے۔ جبکہ پہلی روایت میں چار چار تکبیروں
کا ذکر ہے اور اس میں پانچ اور چار کا۔

۶۶ سلیمان سعید

علامہ علاؤ الدین نے امام بیہقی کے اس کلام کو حسین کو انہوں نے سن کر بڑی میں لکھا ہے جو ہر الفی میں نقل کیا ہے پھر اس کا جواب دیا ہے اُس جواب کو یہاں نقل کر کے اس کی حقیقت ظاہر کر دیتا مناسب معلوم ہوتا ہے علامہ محمد فرج جو ہر الفی میں لکھتے ہیں۔

قلت اخراجہ ابو داؤد کما اخراجہ البیہقی اولاً و سکت

عنہ -

یعنی ابو عائشہ کی حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے جب اسکے بیہقی نے پہلے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اقول یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ جس حدیث پر ابو داؤد سکوت کریں وہ صحیح یا حسن ہو۔ اور اگر امام محمد فرج کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہو تو عمر و بن شعب کی بارہ تکبیروں کی حدیث اور حضرت عائشہؓ کی بارہ تکبیروں کی حدیث جو پہلے باب میں گزر چکی ہے امام محمد فرج کے نزدیک صحیح یا حسن ہو گی۔ کیونکہ ابو داؤد نے ان دونوں حدیثوں کو اپنے سنن میں روایت کیا ہے لہ حافظ ابن حجرؓ نے اس بارہ میں اپنی کتب الحکمت الظرفیۃ میں بوی تفصیل سے بحث کی ہے۔

اور ان دونوں پرسکورت کیا ہے اور علامہ مددوح کا ان دونوں حدیثوں کو
غمیف بتانا غلط ہو جاوے تھا۔ تجھب ہے کہ عمر بن شعیب اور ابو عائشہؓ کی
حدیث پر ابو داؤد نے جو سکوت کیا ہے یہ سکوت تو علامہ مددوح کے
نزدیک موجب صحت یا حسن کا نہ ہوا۔ حالانکہ عمرو بن شعیب کی حدیث
کی تصحیح امام بخاریؓ اور علی بن مديتیؓ جیسے ناقدین نہ اور ماہرین رجال
نے کی ہے اور ابو عائشہؓ کی حدیث پر ابو داؤد نے جو سکوت کیا ہے یہ سکوت
ابو عائشہؓ کی حدیث کی صحت یا حسن کا موجب ہو گیا حالانکہ ابو عائشہؓ کی
حدیث کی کسی تاقدیف نے نہ تصحیح کی ہے اور نہ تحسین۔ بلکہ امام سیقی
ونیر نے اس کی قتضیت کی ہے۔

پھر علامہ مددوح لکھتے ہیں و مذہب المحققین ان الحکم
للرافع لانہ ذاد یعنی محققین کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی حدیث کو کوئی
راوی مرفوعاً روایت کرے اور کوئی موقوفاً مرفوع روایت کرنے والے
کی روایت مقبول ہو گی کیونکہ اس نے ایک زائدیات کی روایت کی ہے
اتول یہت تجھب ہے علامہ ملا والدین جیسے علامہ پر کہ آپ کو
محققین کا یہ مذہب معلوم ہوا اور کیا آپ کو محققین کا یہ مذہب معلوم
نہ تھا کہ ہر ایک راوی کی تزادتی مقبول نہیں ہوتی ہے بلکہ ثقہ راوی کی
تزادتی مقبول ہوتی ہے اور وہ بھی کب ؟ کہ جب علت شذوذ سے
پاک ہوا اور زیر بحث مندیں مرفوع روایت کرنے والے (ابو عائشہؓ)
ثغہ نہیں ہیں بلکہ محظیں ہیں اور محظیں کی تزادتی بالاتفاق نامقبول وغیر

معتبر ہوتی ہے اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے اس رافع مجہول سے چشم پوشی بھی کر لیں تو بھی رفع کی زیادت علت شذوذ سے پاک نہیں ہو سکتی۔

فَإِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِي فَتَلَكَ مُصِيبَةً
وَإِنْ كُنْتَ تَدْرِي فَالْمُصِيبَةُ أَعْظَمُ
بِهِرْ عَلَّامَهُ مَدْرُوحُ لَكُمْتَهِ مِنْ -

واما جواب ابی موسیٰ فی حمل انه تادب مع ابن مسعود فاسند الامر الیه مرة وکان عنده فیه حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرہ مرة اخري -
کہ ہو سکتا ہے کہ ابو موسیٰ نے پاس ادب سائل کو ابن مسعود کی طرف مرجوع کا حکم دیا ہوا وجد ریکار آپ کو حدیث مرفوع کا علم ہوا در ہو سکتا ہے کہ بھی اس حدیث مرفوع کو ذکر بھی کیا ہو -
اقول علامہ مددوح کو پسلے زیادت رفع کی صحت ثابت کرنا چاہئے پھر اس کے بعد اس جمیع و توفیق کو بیان کرنا چاہئے - ثبت المعرش فائقش اور پھر علامہ مددوح نے عبد الرحمن بن ثابت کے بارے میں بعض محدثین سے تعديل و توثیق نقل کی ہے - مگر ابو عائشہ کی تعديل و توثیق سے بالکل خاموشی اختیار کی ہے تو کیا صرف عبد الرحمن بن ثابت کے ثقہ ہونے سے ابو عائشہ کی حدیث نذکور کا مرفوع ہونا صحیح ہو جاوے گا ؟ حالانکہ ہم ابو عائشہ کے مجہول ہونے سے قطع لنظر بھی کر لیں - اور عبد الرحمن بن ثابت کو بھی ثقہ فرق

کر لیں تو کیا صرف عبدالرحمن کے ثقہ ثابت ہو جانے سے ان کی روایت میں زیادتی علت شذوذ سے پاک ہو جاوے گی؟ ہرگز نہیں زیادت رفع میں عبدالرحمن بن ثابت نے ایک نہیں بلکہ کئی اوثق روایتوں کی مخالفت کی ہے پھر علت شذوذ سے میرا کیونکہ ہو سکتی ہے؟ پھر علامہ محمد رحیم موقوف روایتوں کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ ان موقوف روایتوں سے حدیث مرفوع کی تائید کی تائید ہوتی ہے حالانکہ ان موقوف روایتوں سے حدیث مرفوع کی تائید نہیں ہوتی ہے بلکہ ان موقوف روایتوں سے زیادت رفع کا غیر مقبول ہوتا اور غیر معتمد ہوتا ہے کہا تقدم تقریر و فتنہ کر۔

الحاصل امام تیہی کے کلام مذکور کے جواب میں جتنی یاتیں علامہ علاؤ الدین نے لکھی ہیں وہ سب کی سب تعجب خیز و ہیرت انگیز ہیں۔
ہمارے اتنے بیان سے دنیو دیگر بیانات سے جو اس رسالہ میں علامہ مذبح سے متعلق ہیں۔ مجہل اعلوم ہو سکتا ہے کہ آپ نے جو ہر الفقی میں سنن کبریٰ کی کیسی تردید کی ہو گی؟ اور جو ہر الفقی کی حقیقت اچھی طرح سے اس وقت نلا ہر ہو گی جب ہمارا رسالہ تنقید الیوہ رحیم پر شائع ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال نمبر ۳:- یہ ثابت ہوا کہ ابوعاشر کی حدیث مذکور کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ محسوس یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے مگر علامہ علاؤ الدین وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ قول ایسا ہے کہ اس میں رائے و تیاس کو دخل نہیں۔ پس یہ قول حکما مرفوع ہوا؟

چوایت۔ ابن مسعود کا یہ قول حکماً مرفرع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں رائے و قیاس کو دخل ہے اس وجہ سے کہ نماز جنازہ کی چار تکبیروں پر نماز عیدین کی تکبیروں کا قیاس ہو سکتا ہے اور ابو عائشہ کی حدیث مذکور میں لفظ تکبیرہ علی المجنائز اس کی تائید کرتا ہے۔

امام یہقی سنن کبریٰ میں لکھتے ہیں هذارائے من جهة عبد الله کرر عبده بن مسعود کی رائے ہے۔ اور علامہ علاء الدین وغیرہ کا یہ لکھنا کہ "اس قول میں رائے و قیاس کو دخل نہیں" اور اس کی دلیل یہ بیان کرنا کہ سات تکبیروں اور سات سے کم اور سات سے زیادہ میں رائے و قیاس کی جہت سے کچھ فرق نہیں ہے "صحیح نہیں ہے، کیونکہ رائے و اجماع کی جہت سے عیدین کی تکبیرات کا قیاس جنازہ کی تکبیرات پر ہو سکتا ہے جیسا کہ تکبیرات عیدین کے رفع میں کا قیاس تکبیرات جنازہ میں رفع میں پرحتاب ہو سکتا ہے پس فرق کی وجہ ظاہر ہے۔ ہاں جو صحابہ کرام بارہ تکبیریں کے قائل ہیں ان کے قول میں رائے و قیاس کو البتہ کچھ دخل نہیں ہے۔ کیونکہ بارہ تکبیروں کا کوئی مقیس علیہ نہیں ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ ابن مسعود کا یہ قول حکماً مرفرع ہے تو یہ بھی قول بارہ تکبیروں کی حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو حقیقتہ مرفرع ہیں اور پھر مختلف فتنہ مسئلہ میں قول صحابی کو حکماً مرفرع کہنا ویسے بھی غلط ہے۔ "حسان" کے اتفاقہ فتنہ مقولہ دا اللہ تعالیٰ اعلم۔

لئے مختلف فتنہ مسئلہ میں قول الصحابہ کو حکماً مرفرع کہنا غلط ہے فاتحہ المکتوبہ

العنتریتہ طالب محمد

سوال نمبر ۷:- علامہ ابن الہام علامہ علاء الدین اور حافظ زمیعی فیضیوم
چوچہ تکبیروں کے ثبوت میں صرف ابو عائشہ کی حدیث مذکور پیش کرتے ہیں
اسکی کیا وجہ ہے کیا اس بارے میں کوئی اور حدیث مرفوع آئی ہی نہیں
ہے؟ یا آئی ہے مگر یہ لوگ اس کو ناقابل استدلال سمجھ کر پیش نہیں کرتے؟
جواب:- چوچہ تکبیروں کے بارے میں ایک حدیث مرفوع اور آئی ہے
جس کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثاریں روایت کیا ہے مگر ان ائمہ مذکورین
میں سے کوئی اس کو پیش نہیں کرتا۔ حالانکہ یہ لوگ اپنی تصانیف میں بہت
کثرت سے شرح معانی الآثار کی روایتیں نقل کرتے ہیں اور معرفت استدلال
میں پیش کرتے ہیں پس ظاہر یہ ہے کہ ان آئمہ نے طحاوی کی اس حدیث کو ناقابل
استدلال ہی سمجھ کر پیش نہیں کیا۔ کیونکہ وہ حدیث ضعیف و ناقابل استدلال ہے
طحاوی کی وہ حدیث یہ ہے۔

علی بن عبد الرحمن و میحییٰ بن عثمان قد حدثنا قالا
شاعبدالله بن یوسف عن میحییٰ بن حمزہ قال حدثنا
او ضین بن عطاء عن القاسم ابا عبد الرحمن حدثه قال
حدثني بعض اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال صلى الله عليه وسلم عاصي الله علیه وسلم يوم عید فکبر
اربعاً و اربعائماً قاتل علينا بوجبه حين انصافوت فقال لا
تنسو اكتبوا الجنائز وأشار بما صدقاً به وبعض ابها مه
يعنى بعض صدقات سے روایت ہے کہ رسول الله صلى الله عليه وسلم

نے ہم کو عید کے دن نماز پڑھائی۔ پس آپ نے چار چار مرتبہ تمجیدیں کہیں پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ نبھولنا عیدین کی تمجیدات جائز کی تمجیدات کی طرح ہیں اور اپنے گھوٹھے کو دبکر چار لمحیوں سے اشارہ کیا۔

اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسکی سند میں وضیعین بن عطا واقع ہیں جن کی نسبت علامہ علاؤ الدین جو ہر تنقی صفحہ ۲۹ ج ۱ میں لکھتے ہیں وہ وادا پڑھنی وضیعین بن عطا ضعیف ہیں اور نیز اس کی سند میں قاسم ابو عبد الرحمن مذکور ہے جن کی نسبت وہی علامہ علاؤ الدین اپنی کتاب جو ہر تنقی صفحہ ۲۰ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

وَإِمَّا الْقَاسِمُ فَقَدْ قَالَ أَبْنُ حَنْبَلٍ يَرْوِيُ عَنْهُ عَلِيِّ بْنِ يَهْيَةِ
أَعْجَيْبُ وَمَا أَرَاهَا الْأَمْنُ قَبْلَ الْقَاسِمِ وَقَالَ أَبْنُ حَبَّانَ
يَرْوِيُ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمُعْضِلَاتِ وَيَا قِيَّعَتِ الْثَّقَاتِ الْمَقْلُوبَاتِ حَقَّ بَسْقِينَ
إِلَى الْقَلْبِ إِنَّهُ كَانَ الْمُعْتَمَدُ لَهَا أَنْتَهَى۔

یعنی قاسم کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ ان سے علی بن نیز یہ عجیب حدیثیں روایت کرتے ہیں اور دیر اگمان ہی ہے کہ یہ حدیثیں انہیں قاسم کے جانب سے ہیں اور ابن حبان نے کہا ہے کہ قاسم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معرف حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں کو نقل کرتے

ہیں بیان کر کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ انہوں نے قصداً ایں کیا ہے۔ پس جب طحاوی کی اس حدیث کی سند میں وضین بن عطا ضعیف ہیں اور قاسم کی یہ حالت ہے تو یہ حدیث کیونکہ قابل احتجاج ہو سکے گی ملاادہ اس کے اس حدیث میں صرف چار چار تکبیریں کہنے کا ذکر ہے اور اس امر کا بیان نہیں ہے کہ یہ چار چار تکبیریں دونوں رکعتیں میں قبل قراءت کے تھیں یا پہلی رکعت میں قبل قراءت کے تھیں اور دوسری رکعت میں بعد قراءت کے۔ پس یہ حدیث اس وجہ سے بھی حنفیہ کے نزدیک قابل استدلال نہیں ہو سکتی۔ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمْ۔

اگر کوئی کہے کہ امام طحاوی نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے
هذا حدیث حسن الاستاذ و عبد الله بن يوسف شيخي
بن حمزه والوضئين والقاسم كلهم اهل روایة معروفين

بصحت الرواية

یعنی یہ حدیث حسن الاستاذ ہے اور عبد الله بن یوسف اور شیخی
بن حمزہ اور وضئین اور قاسم یہ سب اہل روایت ہیں اور صحت روایت
میں مشہور ہیں۔

تو جب امام طحاوی نے اس حدیث کو حسن الاستاذ کہا اور اس کے روایۃ کی نسبت تصریح کر دی کہ یہ سب صحت روایت کے ساتھ مشہور ہیں تب یہ حدیث کیونکہ ضعیف و ناقابل استدلال ہو سکتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب آپ خود علامہ علاء الدین حنفی کی زبانی

و ضئین بن عطاء اور قاسم کی حالت معلوم کر لے کے ہیں تو پھر باوجوہ داں کے کہ یہ دونوں راوی اس حدیث کی سند میں موجود ہیں اور امام طحاوی نے نہ ان کا کوئی متابع بیان نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی اور طریقی ذکر کیا ہے تو یہ حدیث کیونکہ حسن الاستاد ہو سکتی ہے اور امام طحاوی کا یہ قول ہذا حدیث حسن الاستاد الخ کیونکہ قابل قبول ہو سکتا ہے ؟ اور وہاں یہیں سے علماء مابین تیمیہؒ کے اس قول کی فی الجملہ تصدیق ہو سکتی ہے - جس کو انہوں نے امام طحاوی کے متعلق منہاج السنہ میں لکھا ہے کہ

لیست عادته نقد الحدیث کنقد اهل العلم ولہذا
روی فی شرح معانی الاتمار الاحادیث المختلفة وانما
يُرجع ما يرجحه منها في الغالب من جهة القياس الذي
رأة بجعة ويكون أكثره مجردة حاملاً من جهة الاستاد ولانيثبت
فانه لم يكن له معرفة بالاستاد كمعرفة اهل العلم به و
ان كان كثير الحديث فقيها عالها انتهى -

یعنی جیسے علماء حدیث حدیث کی تدقیق کرتے ہیں امام طحاوی کی روی تدقیق کرنے کی عادت نہیں ہے اس لئے وہ شرح معانی الاثار میں مختلف حدیثوں کو روایت کر کے جو بعض حدیثوں کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں تو اکثر قیاس سے ترجیح دیتے ہیں اور اس کو جو جگہ سمجھتے ہیں حالانکہ اکثر ان میں سند کے اعتبار سے ضعیف ہوتی ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ امام طحاوی اگرچہ کثیر الحديث فقيہ اور عالم ہیں لیکن اور علاوہ

حدیث کی طرح ان کو فن استاد کا علم نہیں تھا۔ دا ملہ تعالیٰ اعلم
وعلمہ اتمد۔

سوال نمبر ۵: - جب طحا دی کی حدیث مذکور کی یہ حالت ہے اور
ابو عائشہ کی حدیث مذکور کا مرفوع ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ مسیح یہ ہے کہ وہ
ابن مسعود کا قول ہے اور قول بھی ایسا کہ اس میں راستے و قیاس کو دخل
ہے تو پھر چچہ تکبیریں کہنے کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: - چھ تکبیریں کہنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ثبوت
میں نہیں ہے اس وجہ سے امام یہقی نے لکھا ہے
والحمد لله المستد مع ما علىه عمل المسلمين او لے ان

یتیع

یعنی بارہ تکبیروں کی حدیث مرفوع مندرجہ پر قبل کرنا اعلیٰ ہے اور اسی
پر مسلمانوں کا اعلیٰ ہے۔

اور حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں۔

وهو اعلیٰ ماعمل به یعنی بارہ تکبیروں کی حدیث پر قبل کرنا زیادہ
بہتر ہے۔ اور علامہ شوکاتی گلکھتے ہیں۔

وارجیعہ هذالاقوال انها في عدد التكبير وفي محل القراءة
یعنی تکبیرات عیدین کے عدالت کے بارے میں اور تکبیرات عیدین کے بارے
میں دس قولیں ہیں ان رسول قول میں ارجح قول پہلا قول ہے۔ وہ یہ کہ پہلی
کعبت میں قبل قراۃ کے سات اور دوسرا رکعت میں قبل قراۃ کے

پانچ تکبیریں کہی جائیں۔

حاتمہ

نماز عیدین کے متعلق متفرق مسائل

کیا تکبیرات عیدین میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں ؟
سوال علیہ تکبیرات عیدین میں ہاتھوں کو باندھنے رہنا چاہیے یا
چھوڑ دینا چاہیے ۔

جواب - اس بارے میں کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری تکمیل صحیح
حدیشوں سے عیدین کے سواباقی تمام نمازوں میں بعد تکبیر تحریک کے ہاتھوں
کو باندھنا ثابت ہے پس ظاہر ہی ہے کہ نماز عیدین میں بھی بعد تکبیر تحریک
کے ہاتھوں کو باندھ لینا چاہیے اور علماء حنفیہ وغیرہم بھی تکبیر تحریک کے بعد
ہاتھ باندھ لینے کو کہتے ہیں ۔ اب رہایہ کہ ہاتھوں کو باندھ لینے کے بعد
تکبیرات زوال میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہیے یا باندھنے رہنا چاہیے ۔
اس سلسلہ میں واضح ہو کہ اتنا منسوب تکبیرات زوال میں ہاتھوں کو چھوڑ دیشے
کی کوئی دلیل نہیں ہے ۔ بنابریں باندھنے ہی رہنا چاہیے ۔ فقہاء حنفیہ
نے جو یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ جس قیام میں ذکر مسنون ہواں میں ہاتھوں

کو باندھنا چاہئے اور جس قیام میں ذکر مسنون نہ ہوا س میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے اور اسی قاعدہ کی بنابر کہتے ہیں کہ ”اشناز تکبیرات میں چونکہ ذکر مسنون نہیں ہے اس لئے اشناز تکبیرات میں ہاتھوں کو چھوڑ دینا چاہئے“ تو حنفیہ کا یہ قاعدہ کسی دلیل صلح سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ قاعدہ خود اتنے عمل سے متروک ہے کیونکہ قومنہ میں ذکر مسنون ہے۔ مگر خود حنفیہ بھی قومنہ میں ہاتھوں کو نہیں باندھتے بلکہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر وہ یہ کہیں کہ جس قیام میں ذکر طویل ہوا س میں ہاتھوں کو باندھنا چاہئے اور جس میں طویل نہ ہو اس میں نہ باندھنا چاہیں اور چونکہ قومنہ میں ذکر طویل نہیں ہے اس لئے اس میں ہاتھوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو انہیں اس تفریق کو کسی دلیل سے ثابت کرنا چاہیے جب تک یہ تفریق کسی دلیل صلح سے ثابت نہ کی جائے تب تک۔ یہ تفریق ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ هذاما عندي وابلا اللہ تعالیٰ اعلم و علیہ اتم۔

کیا تکبیروں کے درمیان وقفہ کرنا چاہئے؟

اور کیا اس وقفہ میں کچھ پڑھنا چاہئے۔

سوال ع۲: تکبیرات عیدین میں ہر تکبیر کے بعد کچھ وقفہ کر کے دوسرا یہ تکبیر کہنا چاہیے یا چاروں تکبیروں کو مسلسل لگاتا رکھنا چاہیے۔ اور اگر وقفہ کرنا چاہیے۔ تو کس قدر۔ اور وقفہ میں کچھ پڑھنا چاہئے یا

نہیں اور اس بارے میں آئشہ رجبر کا کیا فہم ہے؟

جواب: اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نظر سے نہیں گذری ہاں
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند قری ثابت ہے کہ وہ ہر و تکبیر و ل کے
درمیان لقدر ایکسا آیت کے جو نہ بہت بڑی ہو اور نہ بہت چھوٹی و قفرہ کرتے
تھے۔ اور و قفرہ کرنے کو کہتے تھے اور اسی طرح حضرت حذیفہ اور حضرت ابو موسیٰ
رضی اللہ عنہما سے بھی مردی ہے تلمذیع المحبیرین ہے۔

ویقظ بین کل تکبیرتین بقدر قرائۃ آیۃ لاطمیلة و
لاقصیرۃ هذالفظ الشافعی و قد دوی مثل ذلک عن
ابن مسعود قولوا فعلاً قلت رواه الطبرانی البیهقی
موقرف او سندۃ قوی و قیہ عن حذیفۃ دابی موسیٰ مثلہ
انتہی۔

اور امام پیغمبری نے سنن کبریٰ میں ابن مسعود کا ایک اثر نقل کیا ہے جس
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر و تکبیر کے درمیان و قفرہ کرتے اور و قفرہ میں تسلیل
و تکبیر کرتے تھے مگر علامہ علاء الدین نے اس کی سند کے بعض روایوں کو
ضعیف قرار دیا ہے اور بعض روایوں کے متعلق لکھا ہے کہ ان کا حال معلوم
نہیں اور سنن کبریٰ ملتی نہیں ہے کہ اس میں اس اثر کی سند دیکھی جائے
اور اس کی جانشی کی جائے پس معلوم نہیں کہ اس روایت کی سند کیسی ہے
اور ابن مسعود کے اس اثر کو اثر ملتی بھی روایت کیا ہے مگر اس کی سند کا
بھی حال معلوم نہیں کیسی ہے۔ اور اس بارے میں آئشہ رجبر کا اختلاف

مہے امام الakk اور امام ابو حیفہ کا مذہب یہ ہے کہ تکبیرات عیدین کے درمیان وقفہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ مسلسل ولگاتار کرنا چاہئے۔ جیسا کہ رکوع اور سجود میں تسبیحات کی جاتی ہیں اور ان دونوں اماموں کی دلیل یہ ہے کہ تکبیرات عیدین میں ذکر مشروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوتا جیسا کہ تکبیروں کا کہنا منقول ہے۔ اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ہر دو تکبیر کے درمیان وقفہ کرنا چاہئے اور وقفہ میں تہلیل و تکبیر کرنا چاہئے اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ کن لفظوں سے تہلیل و تکبیر کی جائے اکثر شافعیہ کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہئے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہئے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا چاہئے۔

أَللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بِكُثُرَةِ وَاصِيلًا وَصَلَى اللَّهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا
امام احمد کی دلیل وہی ابن مسعود کا اثر ہے اور غالباً امام شافعی کی بھی وہی اثر ہوگا و اللہ تعالیٰ اعلم،
نیل الا و ظار میں ہے۔

قد وقع الاختلاف هل المشرع المؤلاة بين التكبير
 صلوة العيد او الفصل بيئتها بشئ من التجحيد والتسبيح
 ومخواذ المكث ذهب مالك وابو حنيفة والرازي اى
 انه يوالى بيئتها كالتسبيح في الركوع والسجود
 قال والانه لو كان بينها ذكر مشرع لنقل كما نقل
 التكبير وقال الشافعى انه يقت بین کل التكبيرتين
 يهمل ويتجدد ويکبر واختلفت اصحابه فيما يقوله بین
 التكبيرتين فقال الاكثرین يقول سبحان الله و
 الحمد لله ولا اله الا الله وان الله اکبر وقال بعضهم
 لا اله الا الله وحده لا شريك له له الامالک وله الحمد
 وهو على کل شئ قديرو قيل غایر ذلك -

اس بارہ میں اختلاف ہے کہ نماز عید کی تکبیروں کے درمیان
 وقفہ کہ کے اس میں تسبيح و تمجید گہنی چاہیئے یا نہ گہنی چاہیئے ۔ امام مالک
 امام ابو حنيفہ اور امام اوزاعی کی رائے ہے کہ تکبیروں کے درمیان وقفہ
 کرنے کی صورت نہیں بلکہ بغیر وقفہ کے مسلسل تکبیریں کہنا چاہیئے
 کیونکہ اگر ان تکبیروں کے درمیان کچھ پڑھنا درست ہوتا تو حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزور کر کی حدیث اس بارہ میں منقول
 ہوتی جیسے کہ تکبیرات کے بارہ میں منقول ہے ۔
 اس کے بر عکس امام شافعی فرماتے ہیں کہ تکبیرات میں وقفہ کرنا

چاہئے۔ ادراں و قفسہ میں تہلیل تمجید اور تکبیر کی جائے۔ لیکن اس تہلیل تمجید اور تکبیر کے باوجود میں اصحاب الشافعی مختلف ہیں اگر کہتے ہیں کہ وہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہے اور بعض کہتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ رَبُّ الْجَمْدِ وَهُوَ فِي كُلِّ خَيْرٍ قَدِيرٌ ہے۔ اور کچھ اسکے علاوہ اور بھی الفاظ کا ذکر کرتے ہیں۔

علام مشیخ منصور بن ادريس حنبلي "کشافت القناع" میں لکھتے ہیں۔
 (وَيَقُولُ بَيْنَ كُلِّ تَكْبِيرَتَيْنِ) تَرَاثَتِيْنِ (اللَّهُ أَكْبَرُ
 كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بَكْرَةً وَأَصِيلًا
 وَصَلَى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا
 كَثِيرًا) ثنا دری عقبۃ بن عامر قال سألت ابن مسعود
 عما يقوله بين تکبیرات العيد قال يحمد الله و
 يشنى عليه ويصلى على النبي صلى الله عليه وسلم
 ثم يدعونه يكبر الحديث وفيه فقال حذيفة وابو
 موسى صدق ابو عبد الرحمن رواه الاشرم وحرث و
 حذيفة به احمد ولأنها تكبیرات حال القيام فاستحب
 ان يتخللها تكبیرات كتكبیرات الجنائزۃ -

کہ وَذَكْبِيرَوْنَ کے درمیان یہ دھا پڑھنی چاہئے سالہ اکبر کبیر
 والحمد لله كثیرا وسبحان الله بكرة واصيلا المأکرونة عقبۃ بن عامر
 فرماتے ہیں کہ میں نے عبد الله بن مسعود سے دریافت کیا کہ نماز عید ادا

کرنے والا دو تکبیروں کے درمیان کیا کہے تو آپ نے فرمایا اللہ کی حمد کرے اس کی شناکرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجئے پھر دعا مانگئے اور تکبیر کہے۔ اور اسی روایت میں ہے کہ یہ سن کر حضرت حذیفہ اور ابو جوشنے رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن نے مدست جواب دیا ہے اور امام احمد نے بھی اسی روایت سے تکبیرات میں وقفہ کرنے اور وظافت میں پڑھنے پر استدلال کیا ہے۔

الحاصل تکبیرات عیدین کے درمیان وقفہ کرنے اور اس میں کچھ پڑھنے اور ذکر کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں ہے بلکہ ابن مسعودؓ سے بسند قومی ثابت ہے کہ وہ ہر دو تکبیر کے درمیان تقدراً میک آیت کے وقفہ کرتے تھے اور حذیفہؓ اور ابو موسیؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ وادلہ تعالیٰ اعلم۔

کیا تکبیرات کہتے وقت رفع میدين کرنی چاہئے یا نہیں؟
سوال ۱۳: تکبیرات نوائد میں رفع میدين کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے یا نہیں؟
جواب ۱۳: تکبیرات نوائد میں رفع میدين کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے۔

هَكَذَا قَالَ فِي عَوْنَ الْمُعْبُودِ مُسْفِرٌ (ج ۱) دِيْمَارْفُعُ الْيَهُودِ
فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ فَلَمْ يُثْبِتْ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ مِنْهُ

و انسا حاصل فی ذلک اشراحت فی ماقال -

سوال اعلیٰ :- امام ابو حنیفہ نور امام شافعی اور امام احمدؓ یہ تینوں امام تکبیرات زوال میں رفع یہ دین کے قائل ہیں پس یہ لوگ یا ان کے مقلدین رفع یہ دین کے اثبات میں کوئی حدیث مرقوم پیش کرتے ہیں یا انہیں اگر پیش کرتے ہیں تو وہ صیح و قابل احتجاج ہے یا نہیں ؟ اور اس سے تکبیرات زوال میں رفع یہ دین کرنا ثابت ہوتا ہے یا نہیں ؟

جواب :- ہاں ان آئندہ کے مقلدین رفع یہ دین کے اثبات میں دو حدیثیں مرقوم پیش کرتے ہیں مگر دونوں ضعیف ہیں اور دونوں میں سے کسی سے تکبیرات زوال میں رفع یہ دین کرنا ثابت بھی نہیں ہوتا ہے۔

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں -

وَيَرْفَمْ مِيدِيَهُ فِي تَكْبِيرَاتِ الْعِيدِينَ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا ترْفَعُ الْأَيْدِيَ إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنٍ وَذَكَرَ

من جملة تهايا تكبيرات الأعياد

یعنی تکبیرات عیدین میں رفع یہ دین کرنا چاہیئے۔ اس مسئلے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع یہ دین نہ کیا جائے مگر سات جگہوں میں احمد انہیں سات جگہوں میں سے تکبیرات عیدین کو بھی ذکر کیا۔

صاحب ہدایہ کے سوا اور فقہائے حنفیہ بھی اسی حدیث کو پیش کرتے ہیں مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے تختراج ہدایہ اور بادجود

ضفیع ہونے کے اس حدیث سے تکبیرات عیدین میں رفع یدیں کرنا اپناتباً بھی نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث میں تکبیرات عیدین کا ذکر ہی نہیں ہے
حافظہ ملیعی تحریج پڑائی صفحہ ۲۲ ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

قلت تقدم فی صفة الصلوٰۃ ولیس فیه تکبیرات

العیدین :-

یعنی یہ حدیث باب صفة الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے مگر اس میں تکبیرات عیدین کا کہیں ذکر نہیں۔

اور بعضیہ ہی بات علامہ ابن القاسم حقی فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ
تقديم الحديث في باب صفة الصلوٰۃ ولیس فیہ
تکبیرات الاعياد۔

ایک تو یہی حدیث مرفوع حقی جیکی بابت آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس کی
حقیقت کیا ہے۔ اب دوسرا یہ حدیث گئنے امام ہبیقی سنن کبریٰ میں
لکھتے ہیں۔

باب رفع اليدين فی تکبیرات العید -

یعنی تکبیرات عیدین میں رفع یدیں کرنے کا باب پھر ابن عمرؓ کی
ایک حدیث روایت کی ہے جس میں تکبیر تحریریہ اور رکوع اور رکوع سے
سر اٹھانے کے وقت رفع یدیں کرنے کا ذکر ہے اور اس حدیث کے آخر
میں یہ جملہ مذکور ہے۔

ویرفع هما فی کل تکبیرة يکبر ها قبل الرکوع

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے قبل ہر تجیر میں رفع ہیں فرمایا
کرتے تھے۔

مگر یہ حدیث بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں یقینی واقع ہیں اور
یہ مدرس و ضعیف ہیں اور یاد جو دعویٰ ہوتے کہ اس جملہ کے ساتھ یہ متفرد
ہیں ان کے سوا کوئی اور اس جملہ کو روایت نہیں کرتا ہے اور اس کے ساتھ
اس جملہ سے تکبیرات عید میں رفع یہیں کرنا ثابت بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس
جملہ کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرنے
کے لئے تجیر کہتے تو رفع یہیں کرتے اور امام یقینی نسبی بھی باب السنۃ فی رفع
الیدین کلمہ اکبر لارکو رکوع میں اس جملہ کا بھی مطلب سمجھا ہے کیونکہ اس باب
میں بھی اسی حدیث کو ذکر کیا ہے پس اس جملہ کو تکبیرات عیدین سے
کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر اس جملہ کا یہ مطلب لیا جائے کہ رکوع سے
پہلے آپ جتنی بھی تجیر ہیں کہتے تھے۔ ان میں رفع یہیں کرتے تھے جیسا
کہ یقینی نسبی باب رفع الیدین فی تکبیر العیدین میں سمجھا ہے تو یہ جملہ تکبیرات
عیدین کو بھی شامل ہو گا مگر اس مطلب کے متین ہونے پر کوئی دلیل
ہونی چاہئے۔ اور بدول متعین ہونے کے اس سے استدلال صیغہ نہیں

لانہ اذا جاء الاحتمال يبطل الاستدلال۔

کیونکہ جب کسی چیز میں احتمال کی گنجائش نکل آئے تو اس سے حوال
نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ علاء الدین تجوہ برلنی صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں۔

وهذه العبارة لم تبحى في ما علمنا الا في هذه الطريقة و
جميع من روى هذا الحديث من غير هذه الطريقة لم ير
يذكرها بهذه العبارة انتها لفظهم وإذا رأى ان يركع رفعها
او نحوها من العبارة وهذا المفظ الذي وقع في هذا الباب
من طريق بقية يحتمل وجهين احد هما ادلة العموم
في كل تكبيرات تقع قبل الركوع ويندرج في ذلك تكبيرات
العيدين والظاهرين اليه حتى نفهم هذا في هذا الباب
والثاني ادلة العموم في تكبيرات الركوع لا غير وانه
كان يرتفع في جميع تكبيرات الركوع كما هو المفهوم من
اللفاظ بقية المروءة والظاهر ان هذا هو الذي فحصه اليه
فيما مضى فقال باب السنة في رفع العيدين كلما اكبر
الركوع وذكر حديث بقية هذا فعلى هذا يندرج فيه
تكبيرات العيدين فان اريد الوجه الاول وهو العموم
الذى يندرج فيه تكبيرات العيدين فعلى اليه
فيه امران احد هما الاحتياج بمن دعوه برجحة لو انفرد
لحربي خالف الناس فكيف اذا اختلفوا وانما اذا احتاج
به ودخلت تكبيرات العيدين في عمومه الاحتياجاته الى
هذا القیاس الذي حکاه عن الشافعی وان اريد الوجه
الثاني وهو العموم في تكبيرات الركوع لا غير لم يندرج

فِيهِ تَكْبِيرَاتُ الْعَيْدِينَ فَسَقَطَ الْإِسْتِدَالَالِ بِهِ وَقَعَ الْخَطَأُ
مِنَ الرَاوِيِّ حِيثُ أَرَادَ تَكْبِيرَاتَ الرُّوكُوعَ لِأَغْيُرِ فَاقِي بِعِبَارَةٍ
تَعْمَلُ تَكْبِيرَاتَ الرُّوكُوعَ وَغَيْرِهَا وَالظَّاهِرَاتَ الْوَهْمِ فِي
ذَلِكَ مِنْ بَقِيَّةِ اِنْتَهَى -

الحاصل ابن عمرؓ کی اس حدیث سے بھی تکبیرات عیدین میں رفع یہیں
کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷:- یہ تو معلوم ہوا کہ تکبیرات عیدین میں رفع یہیں کرنا کسی
حدیث مرفوع سے ثابت نہیں ہے نہ صحیح سے نہ ضعیف سے اب سوال
یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح تکبیرات عیدین میں رفع یہیں
کرنا ثابت ہے یا نہیں۔ اگر ثابت ہے تو کون کون صحابی ہے ؟
جواب ۷:- بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ تکبیرات
عیدین میں رفع یہیں کرتے تھے مگر اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ
اس میں ابن الہیعہ واقع ہیں جنکا ضعیف و ناقابل احتجاج ہر نامشہور ہے
تلخیص الجییر صفحہ ۱۲۵ میں ہے۔

قوله عن عمرانہ کان یرفع یہیں فی التکبیرات در طہ
البیهقی و قیہ ابن الہیعہ -

یعنی حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ تکبیرات عیدین میں رفع
یہیں کرتے تھے روایت کیا اس کو بیہقی نے اور اس کی سند میں ابن
الہیعہ ہیں -

اور علام ابن القیم زاد المعاویہ میں لکھتے ہیں۔

وكان ابن عمر رضي الله عنهما مخرباً للاتباع يرفع يديه معتبراً كل تكبيراً
يعنى این عمر رضا و جود اس کے کہ وہ اتباع سنت کا بہت خیال رکھتے تھے
عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدیں کیا کرتے تھے مگر علامہ مددوح نے نہ اس اثر کی
سند لکھی ہے اور نہ اس کے مخرج کا نام بتایا ہے اور ہم کو باوجود تلاش کے
نہ اس کی سند معلوم ہوتی اور نہ اس کے مخرج کا پتا لگا پس معلوم نہیں کہ
اس اثر کی سند کیسی ہے صحیح ہے یا ضعیف واللہ تعالیٰ اعلم۔

او رَلَا مِيرَ شِعْنَمَصْوُرَابْنِ اُدْرِيسَ حَنْبَلِ كَثَافَ الْقَنَاعِ مِنْ لَكَشَتَهِ مِنْ
عَنْ عَمْرَانَهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدِيهِ فِي كُلِّ تَكْبِيرٍ تَحْفَفُ الْجَنَازَةَ وَالْعِيدَ
وَعَنْ تَرْمِيدِ كَذَالِكَ رَهَاهُمَا الْأَثْرُمَ۔

يعنى حضرت عمر رضي الله عنهما مخرباً للاتباع کہ وہ جنازہ اور عید کی ہر تکبیر میں رفع
یدیں کرتے تھے اور زید سے بھی اسی طرح مروی ہے ان دونوں روایتوں
کو اثرم نے روایت کیا ہے۔

مَنْجَلِ عَلَامَهِ شِعْنَمَصْوُرَنَے ان دونوں اثروں کی سند تقل نہیں کی۔
پس معلوم نہیں کہ ان دونوں اثروں کی سند کیسی ہے۔

الحاصل حضرت عمر رضا کا اثر جس کو سبقی اور اثرم نے روایت کیا ہے
اس کی سند کا حال معلوم نہیں اور اسی طرح ابن عمر رضا اور زید کے اثر کی سند
کا حال معلوم نہیں اور اگر یہ آثار صحیح یعنی فرض کر لئے جائیں تو بھی جبوت
نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ صحابہ کے افعال ہیں اور افعال بھی ایسے کہ جس میں

قیاس و اجتہاد کو دخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۔ حضرت ابن عمرؓ بہت بڑے تبع سنت تھے اتباع سنت میں آپ کا تشدید مشہور ہے پس ظاہر ہی ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیرات عیدین میں رفع یہیں کرتے ہوئے دیکھا ہو گا اور آپ کا تکبیرات عیدین میں رفع یہیں کرنا اتباعاً للسنۃ ہو گا؟

جواب ۷۔ بے شک حضرت ابن عمرؓ بہت بڑے تبع سنت تھے۔

مگر آپ کے بہت بڑے تبع سنت ہونے سے یہ لازم نہیں کہ آپ کا ہر فعل اتباعاً للسنۃ ہی ہو۔ دیکھئے آپ وضویں پیروں کو سات سات بار دھوتے تھے کیا آپ کا یہ فعل بھی اتباعاً للسنۃ تھا۔ اگر آپ حضرت ابن عمرؓ کے افعال کا تبیح کریں گے تو ایسی متعدد مثالیں آپکو ملیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۸۔ حقیقیہ اور شافعیہ اور خانبلہ تکبیرات عیدین کے رفع یہیں کے ثبوت میں دونوں حدیثیں اور اشارہ مذکورہ بالا کے سوا کوئی اور بھی دلیل پیش کرتے ہیں؟

جواب ۸۔ یہ لوگ اس بارہ میں کوئی اور دلیل احادیث مرفوعہ یا اشار صحابہؓ سے پیش نہیں کرتے۔ ہاں قیاسات البته پیش کرتے ہیں۔ شافعیہ تکبیرات عیدین کے رفع یہیں کو رفع یہیں عند القیام و عند الرکوع و عند الرفع من الرکوع پر قیاس کرتے ہیں اور خانبلہ تکبیرات جنازہ کے رفع یہیں پر قیاس کرتے ہیں۔ مگر ان قیاسات کی صحت غیر مسلم ہے۔

اور بر تقدیر صحت ان قیاسات کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یہیں نہیں کرنا چاہئے ۔

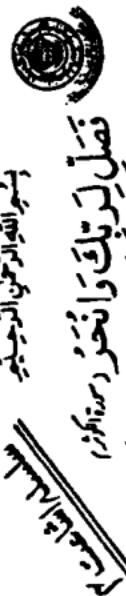
علامہ ابن الہام فتح القدری میں لکھتے ہیں ۔

تقديم الحدیث فی باب صفة الصلوٰۃ ولیس فیما تکبیرات الاعیاد وابنُه اعلم فیما روى عن ابی یوسف انه لا ترفع الا بیدی فیها لا يحتاج فیه الى القیام على تکبیرات الجنائز بل يكفي فیما کون المتحقق من الشروع ثبوت التکبیر ولم يثبت ارفع فیبقى على العدم الا صلی يعني حدیث) (لا ترفع الا بیدی الائی سبع مواطن)

باب صفة الصلوٰۃ میں لذرچکی ہے اور اس میں تکبیرات عیدین کا ذکر نہیں ہے پس ابو یوسفؓ سے جویر مروی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یہیں نہ کیا جائے اس میں تکبیرات جنائز پر قیاس کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ اس میں یہی کافی ہے کہ شریعت سے نامعین میں تکبیر کہنا ثابت ہے ۔ اور رفع یہیں کرنا ثابت نہیں ہے ۔ پس رفع یہیں عدم اصلی پر باقی رہے گا ۔ وابنُه تعالیٰ اعلم و علیہ اتم ۔

الترجم

حمدہ عبد الرحمن المبارکفوی عقا جعلہ عنہ



تَقْتَلُ لَيْلَةً تَلَقُّ وَأَنْتَ هُوَ رَسُولُنَا
رَبُّنَا إِنَّا بِكَيْفَيَّةِ نَارِكُمْ أَوْرَانَكُمْ

زبانِ کی شروع چھپت اور پیشی دلائل پر مصروف

پروپری دلائل پر مصروف

تعجب للذب از قدر

ترجمانِ اسلام مولانا محمد ابراهیم پیر فوری و علام الشعاعی

کاشد

مکتبۃ السنۃ، الذاکرۃ السلفیۃ لنشر التراث الشافعی
متصل پیغمبر سنه، سونہ اذار کا کوئی

قالَ الَّذِي مَلَى اللَّهُ تَبَّاعِيْهِمْ لِأَذْدَى بِخَلْقِ الْأَمْسَيْتِ مَنْ يَعْلَمْ
تَرْجُمَةً فِي مَلِي الْعَدِيْدِ لِمَنْ نَزَّلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ



سلسلہ افتخار
بترا

حَسْنَةٌ حَسْنَةٌ حَسْنَةٌ

تضیییف

مولانا عبد الرحمن حبیب امدادی مذکور
کون رابطہ والاسلامی مکرمہ مکرمہ

ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلسلة المنشورات
 ۱۱۱
الْخُبُثُ فِي اللَّهِ وَالْبَغْضُ فِي النَّبِيِّ
 محبت بھی اللہ کے لئے ہے اور نفرت بھی اللہ کے لئے ہے

کتبہ مذہبیہ سیدنا ناصر حمدان علیہ السلام

دُوئیٰ اور شہادتی اسلامی معیار

نَّبِيٰ

فضیلۃ الشیعہ صالح بن فوزان الفوزان رحمۃ اللہ علیہ

شیخہ و قطبہ
 پروفیسر علامہ الشیعہ ناصر حمدان رحمۃ اللہ علیہ

بدعت کی حقیقت

شیعہ محمد خلیل السلفی رحمۃ اللہ علیہ
 المذکون الاسلامی، دوحتہ

ناشر

مکتبۃ الشیعہ، الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی
 ۱۸۔ سقید سجد بالتعابیل پوس تھاڑ سو سبز بازار نمبر ۱۔ کراچی

مکتبۃ الشیعۃ الڈار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی کی ڈیکر مطبوعات

۱ نور العینین فی مسئلہ رفع المیدین (اردو)
زبیر علی ز فی حفظہ اللہ تعالیٰ

۲ تحریک جماعت اسلامی اور مسلمانوں کی اہل حدیث (اردو)
مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ

۳ قربانی کی شرعی حیثیت اور پرویزی دلائل پر تبصرہ (اردو)
ترجمان اسلام مولانا محمد ابراہیم کیر پوری رحمۃ اللہ

۴ تحقیق مسیحہ (اردو)
مولانا عبد الرؤوف رکن رابطہ عالم اسلامی

۵ ماہ ذوالحجہ کے چند ضروری مسائل (اردو)
محمد افضل

۶ پدغست کی حقیقت (اردو)
شمسیم احمد سلفی

۷ بر صغیر پاک وہندہ میں تحریک اہل حدیث اور اسکی خدمات (اردو)
منکر اسلام مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ ، پروفیسر عبدالقیوم انسانیکوپسٹی آف پنجاب یونیورسٹی

عین الشیں بترک رفع الیدين - الروعل کشف الرین (عربی)
علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الرشادی حفظہ اللہ علیہ

شرغی طلاق (اردو)
علامہ بدیع الدین شاہ الرشادی

زیر طبع کوئٹہ

۱ تحسیف العبادات (بندگی) (اردو)
مولانا محمد عبداللہ محدث غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۲ التعليق المنصور علی فتح الغفور (عربی)
علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الرشادی حفظہ اللہ علیہ

۳ دوستی اور دشمنی کا اسلامی معیار (اردو)
ترمیہ و تصریح پیو فیس علامہ عبداللہ ناصر رحمان

۴ ہدایۃ المعتمدی فی القراءۃ خلف المتمدی (اردو)
علامہ عبدالعزیز محدث غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

۵ حیات ابو سریرہ بنی شہزادہ اور مستشرقین کے اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ
عظیم مذہبی اسکالر محمد رفیق اشری

۶ التعليق النجیح علی مشکوہ المصانع (عربی حاشیہ - درسی نسخہ)
فضیلہ الاستاذ - مولانا محمد رفیق اشری حفظہ اللہ علیہ

ہر قسم

کی دینی اسلامی پاکستان، سعودیہ، مصر
بیرونی کتبہ کرنے



مکتبہ اللہ تعالیٰ
لارڈ ان اسٹریٹ، لندن، انگلستان
البرٹن تریٹریٹ، لندن، انگلستان
لارڈ ان اسٹریٹ، لندن، انگلستان